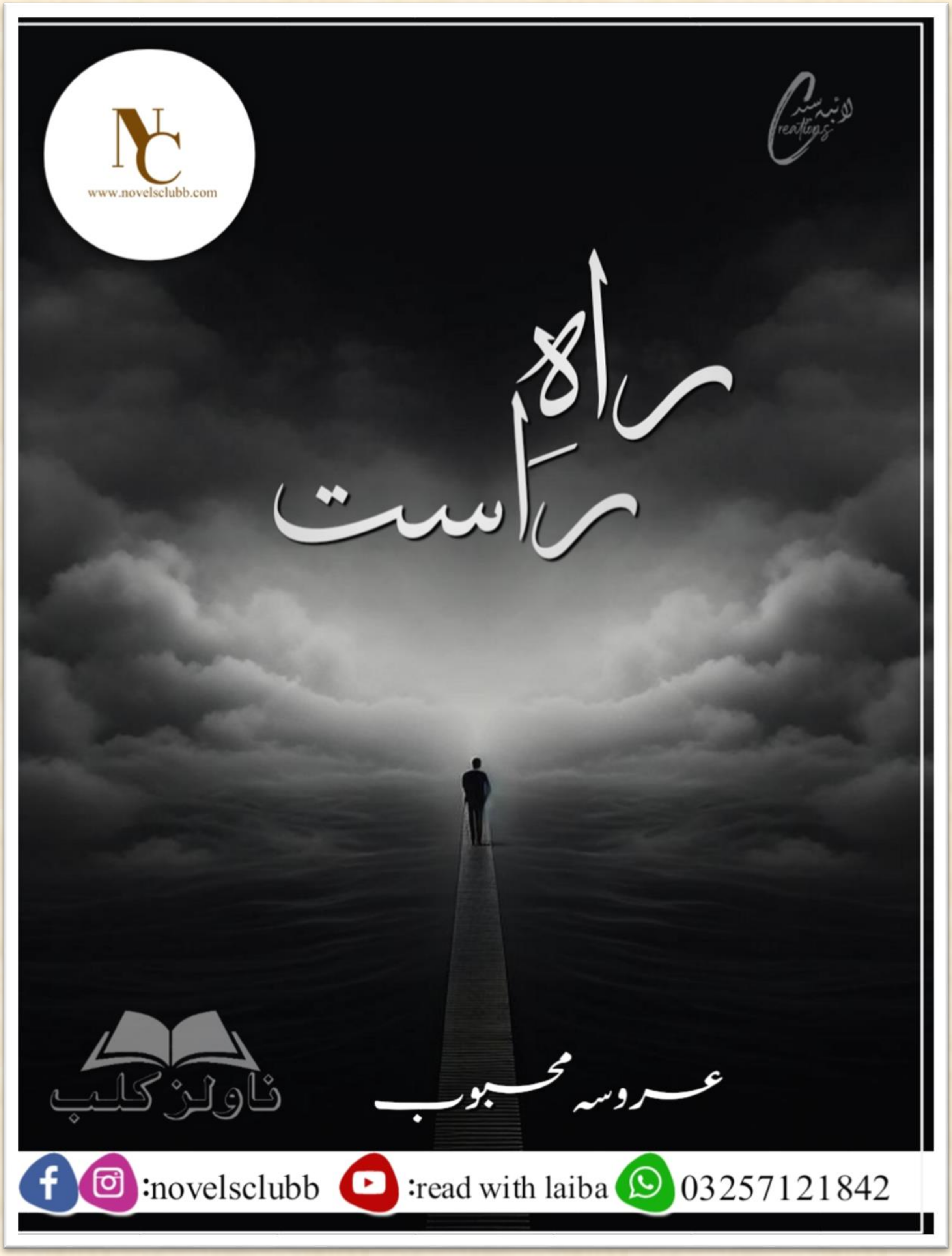
www.novelsclubb.com
راہ راست
ناولز کلب
عروسہ محبوب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

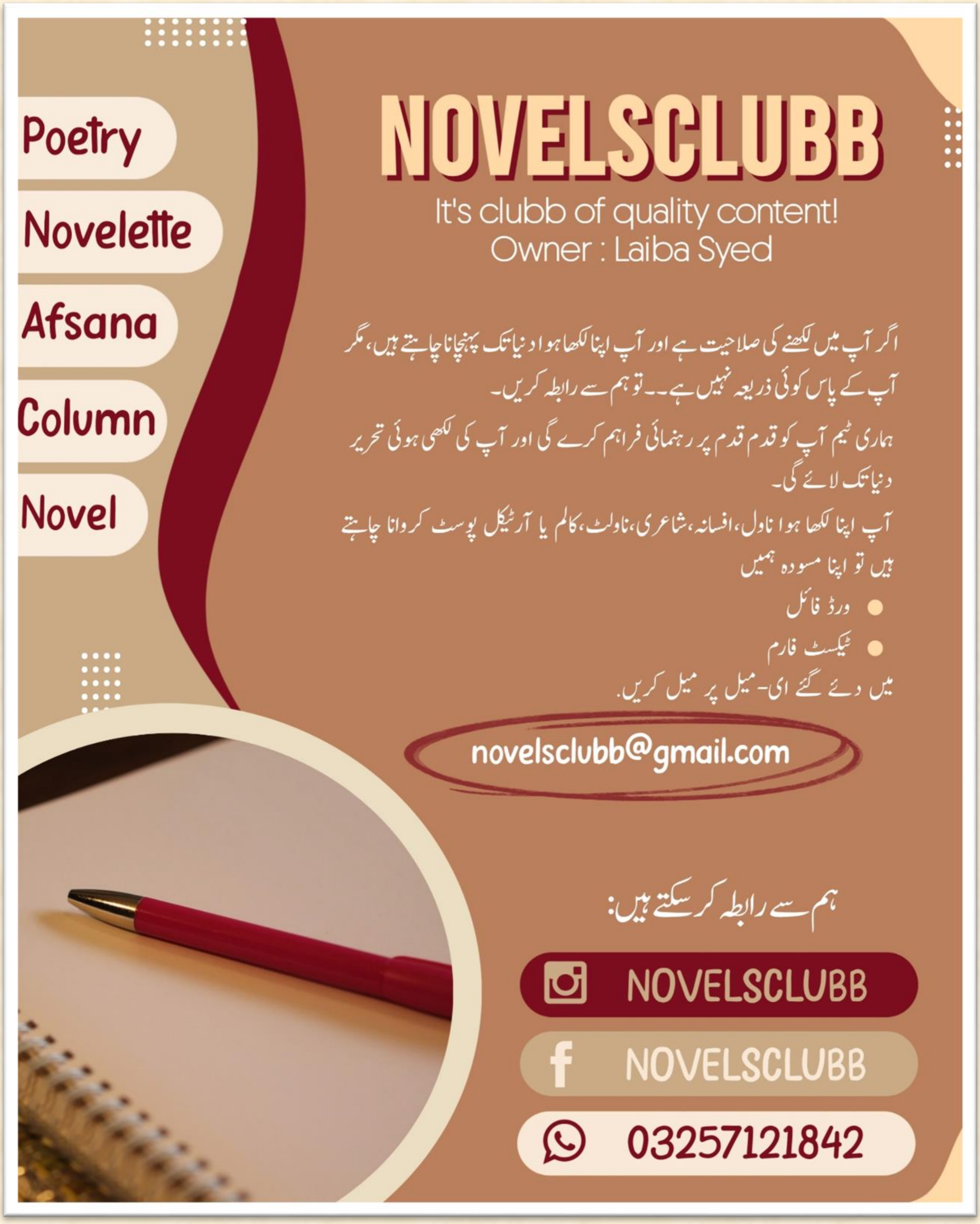
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

راہِ راست

از قلم

عروسہ محبوب

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

راہ راست

"ہم انسان اللہ کی بحت آور مخلوق ہیں کیونکہ ہمارے پاس چوائس ہوتی ہے، اللہ کی طرف پلٹ جانے کی چوائس۔"

از قلم

عروسہ محبوب

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

انتساب

میرا پہلا ناول میرے والدین کے نام

اور ان لوگوں کے نام، جو اپنے نفس کو ہرا کر اللہ کی طرف پلٹ جانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پیش لفظ

بے شک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

راہ راست ایک انتقامی، فرضی کہانی ہے۔اس کہانی کے کردار مجھ میں اور آپ سب کے اندر کہیں نا کہیں موجود ہیں۔یہ تحریر ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنی زندگی میں صراط المستقیم پر قائم رہنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔جو اللہ کی رضا کے لیے اپنے نفس اور شیطان سے لڑتے رہتے ہیں۔وہ گناہ سے بچتے ہیں۔یاد رکھیے گا "اچھائی کو اپنانا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا مشکل ایک گناہ کو چھوڑنا ہوتا ہے۔" بے شک ہدایت پر چلنے والوں کو اللہ کبھی ناکام نہیں لوٹاتا۔ایسے لوگوں کی زندگی جیسے بھی گزر رہی ہو پر وہ مطمئین ہوتے ہیں کیونکہ وہ ہدایت والے ہوتے ہیں۔

کچھ کہانیاں دفن ہو جاتی ہیں مگر ان کے کردار ہمارے اندر زندہ رہتے ہیں۔میں امید کرتی ہوں راہ راست کی کہانی آپ سب کو پسند آئے گی۔کرداروں کی کہانی سے آپ جان پائیں گے کہ صراط المستقیم دلی سکون کا سفر ہے اور گمراہی کا راستہ پچھتاوے کا راستہ ہے۔اور بے شک سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس ناول کو اللہ کے بعد میں آپ سب کے سپرد کرتی ہوں۔دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

جزاک اللہ !

انسان اللہ تعالیٰ کی افضل مخلوق ہے جس کو اس نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ عقل جیسی نعمت سے نوازہ ہے۔اب یہ انسان پر ہے کہ وہ اس عقل کو استعمال کرتے ہوئے ہدایت کی زندگی گزارتا ہے یا نہیں!

"آزمائش ہر انسان کی زندگی کا حصہ ہے۔ان آزمائشوں کو اپنے کی طرف سے نعمت سمجھ کر اس پر صبر کرنا اور صراط المستقیم پر قائم رہنا یہ ایمان والوں کی، ہدایت والوں کی نشانی ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں ان آزمائش کے بدلے دنیا میں اللہ ان کے گناہ معاف کرتا ہے اور آخرت میں انھیں اس کا بدلہ ملے گا۔بے شک اللہ کی طرف سے آخرت کا بدلہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔
"

"کچھ لوگ آزمائشوں اور پریشانیوں پر اپنے رب سے گلے اور ناشکری کرتے ہیں۔ وہ اس کے پیچھے اپنے رب کی چھپی مصلحت کو نہیں سمجھتے اور شیطان کے راستے پر چل پڑتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دلاسے دیتے ہیں کہ ان کی زندگی تلخ تھی، اس لیے وہ برے بن گ ئے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ گناہ، گناہ ہوتا ہے۔اس گناہ کو کرنے کے پیچھے چاہے انسان کے پاس سو دلیلیں

ہوں لیکن پھر بھی وہ گناہ ہی رہتا ہے۔اس سے حرام حلال، جھوٹ سچ اور غلط صحیح نہیں بن جاتا۔ان جھوٹے دلاسوں سے انسان اپنے آپ کو تو دھوکا دے سکتا ہے مگر اللہ حقیقت سے واقف ہے۔"

"انسان کو جب پتا چلے کہ وہ گمراہی کے راستے پر ہے وہ فوراً اپنے رب کی طرف پلٹ آئے توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے۔بے شک اللہ غفور الرحیم ہے۔"

"انسان کی دنیاوی زندگی کا اختتام یعنی موت برحق ہے اس کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔اس لیے ضروری یہ ہے کہ انسان اپنے ساتھ اس دنیا سے کیا لے کر جاتا ہے۔"

●●●●●

Clubb of Quality Content!

یہ کہانی ہے

ان کرداروں کی۔۔۔

جو سمجھ بُوجھ رکھتے ہیں

ہدایت اور گمراہی کی،

اچھائی اور برائی کی

کچھ قائم رہتے ہیں ہدایت پر،

کچھ چل پڑتے ہیں ابلیس کے پیچھے

کچھ جیتے ہیں اپنے لیے،

کچھ جیتے ہیں اوروں کے لیے

جب آغاز انجام کو پہنچتا ہے

راہ راست فلاح پاتے ہیں،

ضال نقصان اٹھاتے ہیں

پچھتاوے میں رہ جاتے ہیں

ابھی بھی وقت باقی ہے۔۔!

پلٹ جاؤ اپنے اصل کی طرف۔۔

پلٹ جاؤ اللہ کے طرف۔۔

پلٹ جاؤ صراط المستقیم کی طرف۔۔

کراچی میں دسمبر کے مہینے میں بارشوں کی وجہ سے ٹھنڈ کا موسم تھا۔رات کے وقت ہر ذی روح اپنے گھروں تک محدود تھے۔گلیاں سنسان تھیں۔وہ ہسپتال کے کسی کاریڈور میں تھی۔اس کے سامنے خون سے لت پت ایک آدمی اسٹریچر پر پڑا تھا۔اس کو گولیاں لگی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھیں۔وہ اس کو ہر حال میں بچانا چاہتی تھی۔وہ اس کو سی پی آر دے رہی تھی۔لیکن وہ شخص کوئی حرکت نہیں کر رہا تھا۔اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم سے جان نکل رہی ہے۔
آس پاس اندھیرا تھا۔اس شخص کا چہرہ واضح نہیں تھا اس کے آدھے جسم پر کھڑکی سے چاند کی روشنی پڑ رہی تھی۔وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی۔

ایک دم اس کی آنکھ کھلی کمرے میں اندھیرا تھا۔وہ اٹھ کر بیٹھ گی اُس کا پورا جسم پسینے میں نہایا ہوا تھا۔اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر سائیڈ ٹیبل لیمپ آن کیا۔وہ ہسپتال میں نہیں بلکہ قریشی ہاؤس میں تھی۔اپنے بستر پر تھی۔اسے اپنے والد کے انتقال کے بعد اکثر ایسے خواب آتے تھے۔ان کی موت ایکسیڈنٹ سے ہوئی تھی۔اس کی آنکھوں کے سامنے پھر وہ رات آگئی جس رات اس نے اپنے والد کو کھویا تھا۔ہسپتال کا کاریڈور، خون سے لت پت اس کے والد کا بے جان وجود۔

اسے لگتا تھا یہ خواب کبھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔اس نے موبائل اٹھا کر وقت دیکھا رات کے دو بج رہے تھے۔وہ موبائل رکھ کر دوبارہ لیٹ گئی۔ماضی کی یادوں میں کھوئے وہ کب سو گی اُسے پتا ہی نہ چلا؟

فجر کی آزانیں سنائی دے رہی تھی۔"نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔"

نوولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اللہ کے بندے اس وقت جاگے اپنے رب کی محبت میں نماز کی تیاری میں مصروف تھے۔ ان کے لیے اپنے رب سے ملاقات نیند سے زیادہ ضروری تھی۔"

بیلا کی آنکھ الارم کی آواز سے کھلی۔ فجر کی آزانیں سنائی دے رہی تھیں۔ باہر سے برتنوں کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ یقیناً امی فجر کے لیے اٹھی ہوں گی۔ وہ بھی بستر سے نیچے اتری، پاؤں میں چپل ڈالی اور گرم شال اوڑھ کر باہر نکل گئی۔ صحن میں قدم رکھتے ہی ٹھنڈی ہوا نے اس کا استقبال کیا۔ اس نے دیکھا امی نماز پڑھنے اپنے کمرے میں جا چکی ہیں۔

اس نے ابھی قدم آگے بڑھائے ہی کہ پیچھے سے امی نے آواز لگائی۔

"بیلا پانی گرم کیا ہے ٹھنڈے پانی سے وضو نہیں کرنا۔" وہ سر کو ہلاتی صحن کے ایک کونے پر بنے باتھ روم میں گھس گئی۔ باتھ روم سے نکلتے ہی اس نے گرم پانی سے وضو کیا اور کمرے میں آ کر جائے نماز بچھائی اور نماز کی نیت باندھ لی۔

● ● ● ● ●

کراچی میں صبح کا سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ سردی ہونے کے باعث ہلکی ہلکی دھوپ سکون بخش رہی تھی۔ وہ پہلی منزل سے بیسمنٹ کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ اس کا رخ چیف الیاس کے کمرے کی جانب تھا۔ وہ راہداری سے گزرتے ہر گارڈ کو سلام کا جواب دے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رہا تھا۔آفس کے باہر کھڑے ہو کر اس نے دروازہ بجایا اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہوا۔

چیف الیاس سامنے اپنی کرسی پر ترجمان تھے۔ان کے سامنے فائلیں رکھی تھیں۔باسم کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

آؤ بیٹھو! انھوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ ان کے سامنے ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"اس جمعہ کو بخاری ہسپتال میں سیکورٹی کے لیے میں نے تمھاری ٹیم کو منتخب کیا ہے۔انھوں نے باسم کی طرف فائل بڑھاتے ہوئے اسے بتایا۔"

آج پیر کا دن تھا مطلب ان کے پاس سیکورٹی پلان تیار کرنے کے لیے ابھی تین دن تھے۔ باسم نے سوچا۔

"بخاری ہسپتال کا نام نہ صرف اب کراچی میں بلکہ پاکستان کے اور شہروں میں بھی جانا مانا تھا۔کراچی میں پچھلے ایک سال سے نئی برانچ کی تعمیر جاری تھی اس کے مکمل ہونے پر اس جمعہ افتتاح تھا۔افتتاح کے لیے بخاری خاندان کے وارث اور بخاری پالیٹکل پارٹی کے چیئرمین نے آنا تھا۔" جس کی زمہ داری چیف الیاس اپنی بیسٹ ٹیم کو دینا چاہتے تھے ۔گورنمنٹ ایجنسی ہونے کے باعث سرکاری کاموں میں ان کی ایجنسی سیکورٹی فراہم کرتی تھی۔

باسم فائل پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"ڈن سر! ہم کام شروع کرتے ہیں۔" ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ جانے کے لیے اٹھا پیچھے سے

چیف الیاس نے اسے روکا، وہ ان کی طرف واپس مڑا۔

"کیس کی کیا اپڈیٹ ہے باسم؟ ان کا اشارہ اس کیس کی جانب تھا جس پر وہ اور اس کے ٹیم

ممبر کم کر رہے تھے۔"

سر ڈونٹ وری! ہم سچ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ جلد ہی آپ کو اپڈیٹ کریں گے۔

یہ سنتے ہی چیف الیاس اپنی کرسی سے اٹھے اور چلتے ہوئے باسم کے سامنے آکر کھڑے

ہوئے۔ انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ باسم کے کندھوں پر رکھے اور بولنا شروع کیا۔

"میں جانتا ہوں تمھاری ٹیم بہت اہم کیس پر کام کر رہی ہے پر یہ کام میں اپنی بیسٹ ٹیم کو دینا

چاہتا ہوں۔"

آپ بے فکر رہیئے سر سب بیسٹ ہی ہو گا۔ انھیں باسم کی ٹیم سے بیسٹ کی ہی امید تھی۔

یہ کہتے ہی باسم آفس سے نکلا اور باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ سامنے راہداری میں خضر چلتا ہوا

اس کی طرف آرہا تھا۔

باسم کو دیکھتے ہی وہ اس کی طرف لپکا اور وہ دونوں راہداری میں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

یقیناً کسی اہم کام کے لیے ہمارے لیڈر باسم ملک خود چل کر یہاں آئے ہیں۔ خضر نے فوراً تبصرا کیا۔

منھ بند کرو تم۔۔! پہلے مجھے یہ بتاؤ، کیس میں کوئی نیا سراغ ہاتھ لگا؟ باسم پورا خضر کی جانب گھوما۔

"ہاں ملانا، کیوں نہیں ملے گا ہماری ٹیم کا سب سے ہونہار بندہ ہوں میں۔" خضر نے جتانے والے انداز میں کہا۔

"اچھا اچھا زیادہ پھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔" چلو اپنے آفس میں چل کر ڈسکس کرتے ہیں۔ ویسے یہ زوہان ابھی تک کیوں نہیں پہنچا؟ باسم نے اسے ٹوکا اور کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی۔

آتا ہی ہو گا۔۔! خضر نے راہداری کے داخلی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا بتاؤ کہ میں قابل تعریف ہوں نا؟" خضر اپنی شرٹ کا کالر جھاڑتے ہوئے بولا۔

"نہیں بالکل بھی نہیں۔۔" باسم نے پوری بتیسی دکھاتے ہوئے اسے جواب دیا اور ساتھ ہی آفس میں داخل ہو گیا۔

خضر بے چارہ تپ کر رہ گیا "مجال ہے جو یہ آدمی میری تعریف کر دے۔۔!"

●●●●●

بیسمنٹ میں آنے کے لیے سپیشل ڈور کارڈ استعمال کیے جاتے تھے جو صرف ان آفسر کے ممبر ہونے کے ساتھ انڈر کور آفیسر تھے۔ایجنسی میں ایک مخصوص پاس تھے جو سیکیورٹی ٹائم کے بعد قابلیت کی بنیاد پر انڈر کور آفسر بننے کے لیے پروموٹ کیا جاتا تھا۔

باسم کی ٹیم انڈر کور ٹیم ہونے کے باعث پچھلے سال پرانے ایک کیس پر کام کر رہے تھی۔ان کی ٹیم کا نام ٹیم ایلفا تھا۔ٹیم ایلفا میں تین لوگ تھے۔باسم، خضر اور زوہان۔ان کا لیڈر باسم تھا۔

باسم ملک نہایت ہی سنجیدہ قسم کا انسان تھا۔اس کی شخصیت میں خاص قسم کا رعب تھا۔کام میں نہ صرف ذہین تھا بلکہ ٹیم کو بہت اچھے طریقے سے ہینڈل کرتا تھا۔اس کے کام میں ایک خاصیت یہ تھی کہ وہ اپنے اصول کسی کے لیے نہیں بدلتا تھا۔کام کو بہت اچھے سے آرگنائزر کرتا تھا۔باقی اپنی ٹیم کے ساتھ وہ ہنسی مزاح کرتا تھا کیونکہ زوہان اور خضر اس کے بہت اچھے دوست بھی تھے۔لیکن باقیوں سے ملتے وقت اس کا چہرہ بالکل سپاٹ ہوتا، کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری۔باسم ٹیم ایلفا کا سیاہ آنکھوں والا ہینڈسم لیڈر تھا۔

زوہان قریشی ان کی ٹیم کا دوسرا ممبر، جو ٹیم ایلفا کا ممبر ہونے کے ساتھ جونیئرز کو ٹریننگ دیتا تھا۔ زوہان نہایت ہی نرم شخصیت کا مالک تھا۔ جونئیرز کو ٹریننگ کے دوران نرمی سے پیش آتا تھا، سختی کرنے سے گریز کرتا تھا۔ جونئیرز اس کی سنتے بھی تھے۔ وہ اسے چارمنگ سینئر کہہ کر بلاتے تھے۔

"باسم اسے کہتا تھا جتنی نرمی سے وہ جونیئرز کو ٹریٹ کرتا ہے۔ بےبی سٹر کیوں نہیں بن جاتا۔" زوہان، خضر اور باسم سے دو سال سینئر تھا۔ ان دونوں نے ایک ساتھ ایجنسی جوائن کی تھی۔

خضر ایک اچھا ہیکر تھا۔ ہیکنگ کے ذریعے کیس سے جڑے ٹکنیکلی ثبوت نکالنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ہنسی، مزاح اس کی فطرت میں تھا۔

"زوہان اس کو کئی بار مشورہ دے چکا تھا کہ وہ ایجنسی کی جاب سے استیفاء دے کر کوئی سرکس جوائن کر لے۔"

"وہ تینوں ایک دوسرے کو چھیڑتے رہتے تھے لیکن کام کے وقت وہ ایک مضبوط ٹیم کی طرح پرفیکٹ کام کرتے تھے۔ دیکھنے والے بالکل نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ آپس میں ہنسی، مزاح بھی کرتے ہوں گے۔"

وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔اس کا کالج میں ٹیسٹ تھا۔اسے کالج کے لیے دیر ہو رہی تھی۔سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ زوہان کو آوازیں لگا رہی تھی۔

"بھائی جلدی کرو مجھے دیر ہو رہی ہے۔"یوں ہی وہ نیچے اتری امی کی کچن سے آواز آ رہی تھی۔کتنی بار کہا ہے ٹائم سے اٹھا کرو۔پھر کہتی ہو امی شور کرتی ہیں۔

بیلا جلدی سے اپنے کمرے کی جانب بھاگی اور اپنا بیگ اٹھا کر ڈائننگ ٹیبل کی طرف آئی۔

قریشی ہاؤس ایک چھوٹا سا گھر تھا۔پہلی منزل میں دو کمرے،ایک ڈرائینگ روم اور ایک کچن تھا۔کمروں کے سامنے صحن تھا۔صحن کے ایک جانب باتھ روم تھا اور اس کی مخالف سمت پودے لگے تھے اور ساتھ سیڑھیاں اوپر کو جاتی تھیں۔دوسری منزل پر ایک کمرہ تھا جو زوہان کا تھا اور کمرے میں دو دروازے تھے ایک سیڑھیوں کی جانب داخلی دروازہ تھا اور دوسرا کمرے کے ساتھ بنے ٹیرس کی جانب کھلتا تھا۔

اس گھر میں صرف تین لوگ رہتے تھے۔عزرا قریشی اور ان کے دو بچے بیلا قریشی اور زوہان قریشی۔ان کے شوہر داؤد قریشی کی کچھ عرصہ پہلے ایکسیڈنٹ میں وفات ہو گئی۔اس وقت بیلا میٹرک میں تھی جبکہ زوہان نے نئی نئی ایجنسی جوائن کی تھی۔

"بیلا میڈیکل میں ایم بی بی ایس کی اسٹوڈنٹ تھی۔اس کا آخری سال تھا۔ڈاکٹر بننا اس کا جنوں تھا۔وہ بہت محنتی تھی۔وہ ہمیشہ کوشش کرتی کہ اپنے دین اور دنیا کو ساتھ لے کر چلے۔"

زوہان اس سے تین سال بڑا تھا وہ ایک سیکیورٹی ایجنسی آفیسر تھا۔زوہان اور بیلا اتنا جانتے تھے کہ ان کے ایک چاچو ہیں۔ان سے رابطہ نہ ہونے کے باعث وہ انہیں نہیں جانتے تھے۔اس سے زیادہ نہ کبھی امی نے بتایا اور نہ کبھی انھوں نے پوچھا۔

●●●●●

بیلا کالج کے لیے بالکل تیار تھی،سفید رنگ کے یونیفارم میں اس کا چہرہ کھلا لگ رہا تھا۔بالوں کو سلیقے سے چٹیا میں باندھا ہوا تھا۔ابھی وہ کرسی کھینچ کر بیٹھی اور ٹوسٹ اٹھا کر ایک بائیٹ لیا۔

زوہان بھی آگیا وہ بھی تیار لگ رہا تھا۔کالے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنے،بالوں کو اچھی طرح جیل لگا کر پیچھے کیا ہوا تھا۔بیلا نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا،ابھی کچھ کہنے کے لیے بیلا منھ کھولنے ہی والی تھی کہ امی ہاتھ میں پراٹھے اٹھائے کچن سے باہر نکلیں۔زوہان نے انھیں دیکھ کر سلام کیا۔سلام کا جواب دیتے امی بھی ان کے ساتھ ناشتے کے لیے بیٹھ گئیں۔

زوہان کی نظر بیلا پر پڑی۔ جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ اس نے پوچھا۔

"دیکھ رہی ہوں کہ وہ دن کب آئے گا کہ میں کالج پورے ٹائم پر پہنچنے کی بجائے کبھی دس منٹ پہلے پہنچ جاؤں۔" بیلا کا جواب سن کر زوہان کی ہنسی نکلی۔

اس نے اپنی پلیٹ میں پراٹھا رکھا اور اطمینان سے ایک نوالہ لیا اور بیلا کی طرف متوجہ ہوا۔

"فکر مت کرو ڈاکٹر ڈرامہ! آج میں جہاز کی رفتار سے گاڑی اڑا کر لے کر جاؤں گا۔" وہ بیلا کو چھیڑنے کے لیے ڈاکٹر ڈرامہ کہتا تھا۔

"بس کریں بھائی مجھے کالج جانا ہے، دنیا سے نہیں آپ گاڑی کو گاڑی کی طرح چلانا جہاز کی طرح نہیں۔"

"میں تو گاڑی ہی چلاؤں گا تمھاری زبان کی رفتار سے وہ جہاز کی طرح اڑے گی۔" ساتھ ہی اس نے بیلا کو آنکھ ماری۔

یہ سنتے ہی بیلا کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔ امی نے اپنی ہنسی دبائی۔

بھائی۔۔! اس نے زچ ہو کر کہا۔ اور ساتھ ہی امی کی طرف دکھی نظروں سے دیکھا۔

بس کرو تم زوہان۔۔! کیوں بہن کے پیچھے پڑے ہو؟ امی نے اسے ٹوکا۔

"دیکھنا ڈاکٹر بن کر سب سے پہلے میں آپ کو ایسا انجکشن لگاؤں گی آپ کو مرگی کے دورے پڑیں گے۔" یہ سنتے ہی زوہان نے بے ساختہ قہقہ لگایا۔

وہ دونوں ساتھ ہی اٹھے۔ بیلا نے چادر اٹھا کر سر پر اوڑھی، ساتھ ہی اپنا بیگ اور لیب کوٹ اٹھایا اور وہ امی کو خدا حافظ کہتے گھر سے باہر نکل گئے۔

زوہان کے پاس ایجنسی کی طرف سے دی گئی گاڑی اور فلیٹ بھی تھا۔ امی وہاں نہیں رہنا چاہتی تھیں کیونکہ اس گھر میں ان سب کی داؤد قریشی سے جڑی یادیں تھیں اور اسے بھی کوئی اعتراض نہ تھا۔ جب اسے، باسم اور خضر کو کسی کیس پر کام کرنا ہوتا تو وہ وہاں جاتا صرف دن کے لیے، رات کو وہ واپس آجاتا تھا۔ ان تینوں کے فلیٹ ساتھ تھے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

●●●●●

اگر ہم ملک ولا کا رخ کریں تو کچن میں ناشتہ کا پروگرام چل رہا تھا۔ آملیٹ کی خوشبو پورے ولا میں پھیلی ہوئی تھی۔ افتخار ملک ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پر ترجمان تھے۔ ان کی نظریں ہاتھ میں پکڑے اخبار پر تھیں۔ ان کے بالکل سامنے والی سربراہی کرسی پر باسم بیٹھا تھا۔ جو کہ موبائل میں مصروف نظر آرہا تھا۔ اسی لمحے منیبہ ملک کچن سے نکلیں ان کے ہاتھ میں چیز

آملیٹ تھا جو انھوں نے اپنے لاڈلے بیٹے کے لیے بنایا تھا۔جب بھی وہ گھر آتا وہ اس کے لیے بناتی تھیں۔

ان کے بیٹھتے ہی باسم نے موبائل اور افتخار ملک نے اخبار سائیڈ پر کر دیا اور ناشتے کی طرف متوجہ ہو گ ئے۔افتخار ملک نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"مجھے ایسا کیا کرنا پڑے گا کہ تم میری بات مانو گے۔میں آخری بار تم سے کہہ رہا ہوں میری پارٹی جوائن کر لو۔ورنہ شاید تم اپنے باپ کو جانتے نہیں ہو میں کیا کر سکتا ہوں۔" انھوں نے باسم کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

یہ سنتے ہی باسم کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ان دونوں باپ بیٹے کے درمیان کچھ عرصے سے نارمل گفتگو ہونا بند ہو چکی تھی اور اس کے ذمہ دار صرف افتخار ملک تھے۔انھوں نے خود اپنے بیٹے کو خود سے دور کیا تھا۔اس کی ماں بھی کبھی کبھی اپنے شوہر کے اصرار پر اس سے کہتی تھیں کہ وہ اپنے ڈیڈ کی بات مان لے۔وہ ہمیشہ ان کو ٹال دیتا تھا۔باسم جانتا تھا اس کے ڈیڈ اس کی ماں پر اس سے بات کرنے کے لیے پریشر ڈالتے ہیں۔وہ ان دونوں کو ناپسند نہیں کرتا تھا۔بس ان دونوں سے دور ہو گیا۔اسی بحث سے بچنے کے لیے وہ گھر نہیں آتا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

چار سال پہلے جب افتخار ملک کی پالیٹکل پارٹی کا نام عروج پر تھا۔وہ باسم کو اپنی پارٹی کا اگلا چیئر مین بنانا چاہتے تھے۔ لیکن اس نے ان کے خلاف جا کر سیکورٹی ایجنسی جوائن کر لی۔اسنے دو سال میں محنت کے ساتھ ایجنسی کی طرف سے باری باری مختلف ٹیسٹ پاس کیے۔فیسیکل ٹیسٹ پاس کرنے کے بعد آخری ریٹن ٹیسٹ میں وہ فیل ہو گیا۔وہ بالکل بھی مطمئن نہ ہوا۔ اسے لگا اس کی دو سال کی ٹریننگ اور پریکٹس سب بے کار چلی جائے گی۔

وہ بھی باسم ملک تھا چین سے کیسے بیٹھتا۔ایجنسی میں ٹریننگ کی وجہ سے اس کے تعلقات بھی تھے اس نے اپنی طرف سے تحقیقات کروائیں اور جو نام سامنے آیا وہ کوئی اور نہیں اس کا اپنا باپ تھا۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کے ڈیڈ اس کے ساتھ ایسا کریں گے۔افتخار ملک کو لگا کہ باسم ناکام ہونے کے بعد شاہد یہ زد چھوڑ دے، لیکن ایسا نہیں ہوا۔

اس واقعے کے بعد باسم ملک اور افتخار ملک کے درمیان فاصلے بڑھ گئے۔اس نے دوبارہ سیکورٹی ایجنسی جوائن کرنے کے لیے دو سال پھر محنت کی اور وہ اپنی منزل میں کامیاب ٹھہرا۔

●●●●●

باسم اب گھر کم آتا تھا زیادہ تر ایجنسی کی طرف سے دیے گئے فلیٹ میں رہتا تھا۔افتخار ملک کی بات سنتے ہی باسم نے منیبہ کی جانب دیکھا کیوں کہ وہ ان کے کہنے پر ہی ہفتے میں ایک دو دفعہ گھر آتا تھا۔

اس نے ٹیبل پر زور سے مکا مارا۔ایک پل کے لیے منیبہ کا دل ڈوب گیا۔انھوں نے باسم سے نظر ملائی۔اس کی آنکھوں میں اپنی ماں کے لیے بھی بہت شکوے تھے۔وہ جانتی تھی باسم کی برداشت کی ایک حد تھی۔پر اس سے زیادہ وہ کوئی ردعمل نہیں دے سکتا تھا۔پھر باسم نے بولنا شروع کیا۔

"ان سے کہیں میں بھی آخری بار انہیں جواب دے رہا ہوں کہ مجھے ان کی پارٹی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اور آئندہ کے بعد میں یہ مجھ سے آخری بار بھی نہ پوچھیں۔میرا فیصلہ کبھی نہیں بدلے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے موبائل اٹھایا اور بڑے بڑے قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔اس کے جاتے ہی پیچھے خاموشی ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر افتخار کی آواز گونجی "اتنی سالوں کی محنت کے بعد میں نے پالیٹکس میں اپنا نام بنایا اور میرے بعد میں چاہتا ہوں میرا وارث چیئر مین بنے، آخر کس کے لیے میں نے یہ سب بنایا ہے۔پر مجال ہے کہ یہ لڑکا میرا فیلصہ مان لے۔"

منیبہ ملک انہیں بس دیکھتی رہ گئیں اور کچھ نہ بولیں

باسم کو اسی بات کا دکھ تھا کہ وہ اپنے شوہر کی محبت میں ان کے سامنے کچھ نہیں بولتی تھیں۔

"باسم اکثر سوچتا تھا کہ ماں باپ بچپن میں اپنے بچوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔اگر ہو سکے تو ان کی جائز خواہشات بھی پوری کرتے ہیں۔پھر بچے بڑے ہوتے ہیں وہ ان پر اپنی خواہشات کیوں مسلت کرنا چاہتے ہیں؟ کیا ان کی محبت اپنی اولاد کے لیے کم پڑ جاتی ہے؟ یا ان کی اپنی اولاد سے توقعات، ان کی محبت سے بڑھ کر ہوتی ہیں؟

ساری زندگی وہ اولاد کو خوش رہنے کی دعائیں دیتے ہیں پر کبھی کبھی والدین خود ہی اولاد کی خوشی میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔"

اسلام آباد میں دسمبر کے مہینے کی ٹھنڈی ہوائیں چل ہی تھیں۔رات کے ایک بجے سڑک پر ٹریفک کم تھا ایسے میں ایک سیاہ رنگ کی گاڑی آگے بڑھ رہی تھی۔لڑکی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی

گاڑی چلا رہی تھی۔اس کی توجہ سڑک پر تھی۔ساتھ بیٹھا شخص ہاتھ میں پکڑے ٹیب پر کچھ دیکھ رہا تھا۔

"تمھیں پورا یقین ہے اس رات باقی تینوں آدمی یہی تھے؟"اس نے ساتھ بیٹھی لڑکی کو مخاطب کیا۔

"جی بھائی وہی ہیں۔انھوں نے اعتراف بھی کیا ہے۔"لڑکی سڑک پر نظر رکھے بول رہی تھی۔

"پرفیکٹ۔!آج رات ان تینوں کی آخری رات ہے۔"اس شخص نے ہاتھ میں پکڑے ٹیب کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھ دیا۔

گاڑی آکر اپنے مقام پر رکی۔رات کے اس پہر پہیوں کی آواز آس پاس چھائے سناٹے کو چیر رہی تھی۔وہ دونوں اکٹھے گاڑی سے باہر نکلے۔

سامنے کھڑی عمارت اس وقت خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی۔عمارت کا کام ابھی جاری تھا۔وہ دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔لڑکا آگے چل رہا تھا لڑکی اس کے پیچھے قدم ملانے کی کوشش کر رہی تھی۔وہ سیڑھیاں چڑھتے تیسری منزل پر پہنچے جہاں وہ تینوں آدمی اس

وقت سامنے کرسیوں پر بندھے تھے۔ان کے منھ کپڑے سے بندھے ہوئے تھے۔ان کے پیچھے دائیں بائیں دو ہٹے کٹے آدمی بندوقیں اٹھائے کھڑے تھے۔

وہ لڑکا آگے بڑھا اور خالی کرسی کھینچ کر ان تینوں کے سامنے بیٹھا اور بولا۔

"میری ڈکشنری میں معاف کرنا، کسی پر ترس کھانا بالکل شامل نہیں ہیں۔خاص کر تب جب سامنے والا میرا گناہگار ہو۔تم لوگوں کی ایک ہی سزا ہے۔وہ ہے موت۔!"

وہ تینوں اپنی جگہ حرکت کر رہے تھے۔ان کے چہرے خوف کے مارے پسینے سے تر تھے۔

اس لڑکے نے پیچھے کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔لڑکی نے اپنی پینٹ کی پچھلی جیب سے ایک گن نکال کر لڑکے کی جانب بڑھائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لڑکے نے گن لی اور ساتھ ہی ان تینوں کی جانب مڑا۔

"اس میں نو گولیاں ہیں۔چلو کھیل شروع کرتے ہیں۔میں آنکھوں پر پٹی باندھ کر گولیاں چلاؤں گا اور اب تم لوگوں کی قسمت۔کون بچ جائے اور کس کو گولی لگ جائے؟"اس نے آنکھیں پر سیاہ پٹی باندھی۔

"پہلی گولی چلی اور سیدھی جا کر ان تینوں میں سے ایک کی ٹانگ کو لگی۔"اس کے منھ سے درد کی دبی آوازیں نکلیں۔

"پھر دوسری گولی نکلی وہ دوسرے آدمی کی بازو پر لگی۔" وہ بھی درد سے بلبلا اٹھا۔تیسری گولی چلی اور جا کر تیسرے آدمی کی ٹانگ پر لگی۔

ان تینوں کی دبی چیخیں نکل رہی تھیں لیکن سامنے کھڑا شخص رحم کھانے کو تیار نہ تھا۔

"مزا نہیں آرہا کیوں نا کھیل ختم کیا جائے۔" وہ شخص چہرے پر مسکراہٹ سجائے بولا۔

"ساتھ ہی اس نے ایک، دو اور پھر تیسری گولی چلائی۔تینوں گولیاں گن سے نکلیں اور ہوا جو چیرتی ہوئی باری باری تینوں آدمیوں کے دماغ میں گھس گئ۔"

"چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔!" صرف اس شخص کے واپسی کے قدموں کی آواز گونج رہی تھی اور اس کے پیچھے چلتی لڑکی کی ہیلز کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔

●●●●●

وہ تینوں اس وقت خضر کی فلیٹ میں موجود تھے۔آج بدھ کا دن تھا۔انھوں نے جمعہ کے دن کے لیے پورا سیکورٹی پلان بنایا۔ان کی تیاری مکمل تھی۔

باسم اس وقت صوفے پر بیٹھا تھا۔اس کے سامنے میز پر لیپ ٹاپ رکھا تھا۔کانوں میں ائر بگز پہنے وہ ٹیم کو ہدایات دے رہا تھا۔ جنہوں نے جمعہ کے دن ان کے بنائے گۓ پلان پر عمل کرنا تھا۔

Clubb of Quality Content

ہدایات دے کر اس نے لیپٹاپ بند کیا اور کانوں سے ائیر بگز اتار کر میز پر رکھے۔

خضر ساتھ والے صوفے پر بیٹھا موبائل پر گیم کھیل رہا تھا۔ جبکہ زوہان اوپن کچن سے نکلتا نظر آیا اس کے ہاتھ میں کافی کے دو کپ تھے ایک اس نے باسم کو پکڑایا اور دوسرا خضر کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اپنا کپ اٹھانے کے لیے دوبارہ کچن کی طرف مڑا اور واپس آکر میز کے قریب زمین پر رکھے کشن پر بیٹھ گیا۔

"کنجوس! کبھی اس کالی کافی کے علاؤہ بھی کچھ دے دیا کرو۔ باسم خضر کی طرف منہ بناتے ہوئے بولا۔"

"ارے بھئ! تم جیسے سڑے آدمی کو سڑی کافی ہی سوٹ کرتی ہے۔" ساتھ ہی خضر اور زوہان نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"باسم نے ان دونوں کو گھورا۔" دونوں کے قہقہے کو بریک لگ گئ۔ اب خضر زوہان کی جانب مڑا اور بولا۔

"تمھاری کافی کے لیے البتہ میں دودھ بھی لاتا ہوں تاکہ تمھارے برائیٹ بہیوئر کے ساتھ تمھارا چہرہ اور بھی برائیٹ ہو۔"

"ہی ہی ہی۔۔! اگر تم دونوں کا ہو گیا ہو تو کیس پر کام کر لیں۔" باسم نے انھیں گھورا اور ساتھ ہی اٹھ کر سامنے ایک کمرے کی طرف بڑھا۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سیئریس ہو کر باسم کے پیچھے چل دیے۔

باسم نے باہر سے کمرے کا دروازہ کھولا۔ وہ چلتا ہوا دروازے کے بالکل سامنے والی ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ دیکھنے میں وہ بالکل ہلکے پیلے رنگ کی ایک پلین دیوار لگتی تھی جس کے اوپر ہلکے چنبیلی کے پھول بنے تھے۔ پیچھے خضر نے بیڈ کے سائڈ ٹیبل کی دراز کھولی اور اندر ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا۔ ساتھ ہی سامنے دیوار پر کلک کی آواز سے ایک دروازہ کھل گیا۔

وہ تینوں اندر داخل ہو گئے اور پیچھے سے دروازہ بند ہو گیا۔ یہ ان کا سیکریٹ روم تھا۔ کمرے کے درمیان ایک ٹیبل تھا جس پر ضروری کاغذ بکھرے تھے۔ دو کرسیاں پڑی تھیں۔ دائیں دیوار پر لکڑی کی شیلف بنے تھے۔ جن میں مطلوبہ فائلیں ترتیب سے رکھتی گئیں تھی۔

سامنے والی دیوار پر ایک بلیک بورڈ تھا۔ جس پر مختلف تصویریں لگی تھیں اور ان کی نیچے انفارمیشن لکھی گئی تھی اور سرخ اور کالے رنگ کے مارکر سے کراس لائینز نظر آ رہی تھیں۔

باسم آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے پیچھے زوہان کھڑا ہوا۔ جبکہ خضر نے بولنا شروع کیا اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑے لیپ ٹاپ سے ایک ویڈیو پلے کی اور سامنے میز پر رکھ دیا۔

"میں نے ہائی وے پر لگے سی ٹی وی کی فوٹیج ریکور کی ہے۔حادثے کی تفتیش کے دوران یہ کیمرہ کام نہیں کر رہا تھا۔اس وجہ سے یہ ویڈیو ثبوت میں شامل نہیں تھی۔"زوہان اور باسم نے ایک ساتھ ویڈیو پر نظر ڈالی۔

رات کے اندھیرے میں، سڑک پر لگے سائیڈ لیمپ جھل رہے تھے۔ایک سیاہ رنگ کی ٹوٹا پراڈو آگے بڑھ رہی تھی اس کے پیچھے ایک سیاہ رنگ کی کھلی جیپ تھی اس پر گارڈز بندوقیں اٹھائے کھڑے تھے۔جب اگلی گاڑی دوطرفہ سڑک پر پہنچی تو اچانک دائیں جانب سے ایک سلور رنگ کی گاڑی ان دونوں گاڑیوں کے بیچ آئی۔اس میں چار نقاب پوش آدمی تھے۔ ان میں سے کسی ایک نے سموک بم پھینکا اور ہر طرف دھواں پھیل گیا۔آگے والی پراڈو سیدھی سڑک کے بائیں جانب کنارے پر رکی۔ٹائروں کی چرچراہٹ کی آواز فضا میں گونج گئی۔نقاب پوش آدمی گاڑی سے اترے، دھویں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انھوں نے گارڈز پر فائرنگ شروع کردی اور ردعمل کا موقع نہ ملنے پر گارڈز اپنی زندگی کی بازی ہار گئے۔

نقاب پوش اگلی گاڑی کی جانب بڑھے۔گاڑی کے شیشے بلٹ پروف تھے۔دروازے لاکڈ ہونے کی وجہ سے ایک نقاب پوش نے اپنی جیب سے کوئی لمبا نوکیلا ہتھیار نکالا اور گاڑی کے اگلے دائیں دروازے کے لاک کو ایک دو کوششوں کے بعد کھولا۔

یونہی دروازہ کھلا، نقاب پوش نے موقع دیے بغیر دائیں طرف والے آدمی کو گریبان سے پکڑ کر باہر نکالا اور اس کی کنپٹی پر پستول رکھی۔ دونوں کی نظریں ایک پل ملیں۔ نقاب پوش نے گولی چلائی اور ساتھ ہی وہ آدمی زمین پر گر گیا۔

باقی دو نقاب پوش آدمیوں نے گاڑی میں موجود ایک آدمی اور عورت کے سینے پر ایک، دو اور تین گولیاں برسادیں۔ اس کے ساتھ ہی فضا میں سکوت چھا گیا۔

نقاب پوش اپنی گاڑی کی جانب بڑھے اور گاڑی وہاں سے نکل گئی۔

"اس کے ساتھ ہی ویڈیو بند ہو گئی۔ گاڑی کا کچھ پتا چلا؟" باسم نے پوچھا۔

"کرائے کی گاڑی تھی کچھ پتہ نہیں چلا۔ روڈ کے اگلے سی ٹی وی میں یہ گاڑی جاتی نظر نہیں آرہی۔"

"اور اگلا سی ٹی وی کس روڈ پر ہے؟" زوہان نے سوالی نظروں سے خضر کی جانب دیکھا۔

"موٹروے پر۔!" خضر نے لیپ ٹاپ اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

"مطلب جو کھچڑی پکی ہے، وہ ہائی وے سے لے کر موٹروے کے درمیان پکی ہے۔" بولنے والا باسم تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں ان نقاب پوش آدمیوں کے بارے پتا لگاتا ہوں پتا تو چلے یہ کون سی بل میں چھپ کر بیٹھے ہیں یہ پچھلے پانچ سال سے کسی کی نظر میں نہیں آئے۔" ساتھ ہی زوہان جیب سے موبائل نکالتا باہر نکل گیا۔

●●●●●

کالج آنے کے بعد اس نے گرم پانی سے شاور لیا اب وہ صحن میں کرسی پر بیٹھی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھی۔ دن کے وقت ہلکی ہلکی دھوپ لگ رہی تھی۔ بیلا نے آسمانی رنگ کے سوٹ پر سفید رنگ کا اونی کوٹ پہنا ہوا تھا۔ بال گیلے ہونے کی وجہ سے انھیں تولیے میں لپیٹا ہوا تھا۔ دھوپ لگنے کی وجہ سے بیلا کی ہنی براؤن رنگ کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ امی کسی کام سے باہر محلے میں گئی تھیں۔

گھنٹی بجنے کی آواز پر اس نے کتاب سے سر اٹھایا اور چلتی ہوئی گیٹ کھولنے آئی۔ اس نے بغیر پوچھے دروازہ کھولا کیونکہ اس پتا تھا دروازے پر کون ہے۔

بیلا نے دروازہ کھولا سامنے ایمن کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایف ایس سی کی پڑی میڈیکل کی کتابیں تھیں۔ ایمن نے آنے سے پہلے اسے فون کر کے اطلاع دی تھی۔

السلام علیکم بیلا آپی۔! ایمن نے اسے اندر آتے ہوئے سلام کیا۔

وعلیکم السلام۔! بیلا نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا۔

ایمن اور بیلا کی پہلی ملاقات گھر کے قریب گروسری سٹور پر ہوئی تھی۔جب بیلا امی کے ساتھ گروسری کرنے آئی تھی۔وہ امی کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔امی کارٹ میں سودا رکھ رہی تھیں۔اچانک بیلا کو اپنے پیچھے ایک لڑکا اور لڑکی باتیں کرنے کی آوازیں آئیں۔اس نے مڑ کر انھیں دیکھا۔امی کارٹ پکڑے آگے نکل گئیں جبکہ بیلا اس بچے کا سوال سن کر رک گئی جو وہ اپنے دائیں جانب کھڑی بڑی بہن سے پوچھ رہا تھا۔

"ایمن آپی اگر تم واقعی میڈیکل کی اسٹوڈنٹ ہو مجھے بتاؤ کہ اگر دل رک جائے تو انسان فوراً کیوں نہیں گرتا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بیلا اس بچے کے سوال پر حیران تھی۔جو وہ اتنی چھوٹی عمر میں اپنی بہن سے کر رہا تھا۔

جبکہ ایمن جو نوڈلز کی ورائٹی دیکھنے میں مصروف تھی فوراً اپنے چھوٹے بھائی کو جواب دیا۔

"کیونکہ دماغ چند سیکنڈ تک کام کرتا ہے۔"

جواب دیتے ہی ایمن نوڈلز کے پیکٹ اٹھا کر فوراً پلٹی کہیں اس کا عقل مند بھائی کوئی سوال نا کر لے۔

"پھر انسان کب بے ہوش ہوتا ہے؟" حسن نے فوراً اگلا سوال کیا۔

اس کا جواب تو واقعی ایمن کو نہیں آتا تھا۔وہ واپس حسن کی طرف مڑی۔اس کا بھائی اسے چیلنج کرنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ بیلا نے ہنسی دبانے کے لیے منھ پر ہاتھ رکھا۔

حسن نے فوراً گردن موڑ کر اپنے بائیں جانب کھڑی بیلا کی طرف دیکھا۔

"آپ کو یقیناً اس کا جواب آتا ہے؟" بیلا نے فوراً اپنی ہنسی پر بریک لگائی۔

"اچھا تمھیں کیسے پتا ہے کہ مجھے جواب معلوم ہے۔" بیلا نے پوچھا۔

"آپ تو وہی ڈاکٹر آنٹی ہیں جو لیب کوٹ پہن کر ایک بھائی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر جاتی ہیں؟ ظاہر ہے آپ کو جواب آتا ہو گا۔"

"واہ جی میں آنٹی اور وہ زوہان اتنا لمبا، وہ بھائی۔۔!" بیلا نے دل ہی دل میں اس بچے کو کوسا۔

ایمن نے حسن کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ حسن فوراً بولا

"ارے آپی یہ آنٹی ہمارے محلے میں ہی رہتی ہیں۔ میں نے انھیں کئی بار دیکھا ہے۔" جواب دے کر وہ بیلا کی طرف مڑا چلیں اب جواب دیں۔

"جب دماغ کو آکسیجن نہیں ملتی۔ تو انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔" بیلا نے اسے جواب دیا۔

ہاں صحیح جواب۔! حسن فوراً بولا اور ساتھ ہی وہاں سے نکل لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اصل میں میرا بھائی اپنی عمر سے کچھ زیادہ ہی ذہین ہے۔پانچویں جماعت میں ہے پر اے لیول کی بکس پڑھتا ہے۔ایمن بولی۔

اور تم یقیناً ایف ایس سی کی اسٹوڈنٹ ہو؟ بیلا نے پوچھا۔

"جی۔!" پھر ایمن کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

کیا میں اپنے کورس ریلیٹڈ آپ سے کچھ پوچھ سکتی ہوں؟

"ہاں ضرور۔پر مجھے ابھی دیر ہو رہی ہے۔" بیلا نے اسے اپنا فون نمبر دے دیا اور وہاں سے مڑ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسکے بعد ان دونوں کا رابطہ فون پر ہوتا تھا۔ایمن کو اگر اپنی پڑھائی کے لیے کچھ پوچھنا ہوتا وہ بیلا سے فون پر پوچھ لیتی۔یا پھر کبھی وہ بیلا کے گھر بھی آجاتی۔

●●●●●

ایمن ابھی صحن میں ہی بیٹھی تھی۔اپنے ساری کنفیوشن دور ہونے کے بعد ایمن نے کتابیں سائیڈ پر رکھیں۔اس کی نظر بیلا کی کتاب پر پڑی۔جو ایمن کے آنے سے پہلے پڑھ رہی تھی۔ وہ ڈاکٹر اصرار کی قرآن کی تفسیر کی کتاب تھی۔ایمن نے کتاب کے کوئر پر پڑا وہ سورۃ النساء کی تفسیر کی تھی۔

بیلا کچن سے نکلتی نظر آئی اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔ایک اس نے ایمن کو پکڑایا اور سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔ایمن نے بولنا شروع کیا۔

"آپی صراط المستقیم کیا ہے؟"

تمھارے لیے صراط المستقیم کیا ہے ایمن؟ بیلا نے الٹا اس سے سوال کیا۔

ایمن نے سورۃ الفاتحہ کی آیت نمبر ۵ کا ترجمہ پڑھا۔

"اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔"

ایمن تم نے آیت کا ترجمہ درست نہیں پڑھا۔بیلا نے اس کی تصیح کی۔

راستے نہیں راستہ درست ترجمہ ہے۔وہ ایمن کو سمجھانے والے انداز میں بولی۔

"سیدھا راستہ یعنی ہدایت کا راستہ۔قرآن مجید میں گمراہی کا ذکر جمع میں آیا ہے جبکہ ہدایت کا ذکر ہمیشہ ایک یعنی سنگولر میں آیا ہے۔کیونکہ گمراہی کے کئیں راستے ہیں لیکن ہدایت کا صرف ایک راستہ ہے۔اللہ کا راستہ، نبی کریم صلی علیہ وآلہ وسلم کا راستہ، قرآن اور سنت۔"

ایمن بہت غور سے بیلا کی بات سن رہی تھی۔اس کے بعد بیلا نے اسے سمجھانے کے لیے ایک حدیث کا مفہوم سنایا۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے زمین پر اپنی انگلی سے یہ سیدھی لکیر کھینچی اور اس کے دائیں بائیں ٹیرھی لکیریں کھینچیں۔سیدھی لکیر پر انگلی رکھ کر کہا یہ میرا سیدھا راستہ ہے صراط المستقیم۔پس تم اسی کی پیروی کرو اور ارد گرد کے راستوں کی پیروی نہ کرنا۔وہ تمھیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔یہ وہ چیز ہے جس کی وصیت اللہ تمھیں کرتا ہے تاکہ تم ڈرو۔"

اور آس پاس کے راستوں سے مراد شیطان کے راستے ہیں۔

دیکھو ایمن "سورۃ الفاتحہ قرآن کی پہلی سورۃ ہے اس کا مرکزی موضوع توحید ہے۔جب ہم اس کی آیت نمبر ۵ پر پہنچتے ہیں تو ہم اللہ سے سیدھا راستہ یعنی ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔تاکہ جب ہم آگے قرآن پڑھیں اور سمجھیں ہمیں قرآن سے ہدایت حاصل ہو۔"

پھر آیت نمبر ٦ میں ہم پڑھتے ہیں "ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،انبیاء کرام، صحابہ کرام،اہل بیت اور پھر تبع تابعین۔"

بیلا نے بات ختم کی اس نے دیکھا ایمن کا سر جھکا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔

ایمن نے بولنا شروع کیا۔آپ کو پتا ہے بیلا آپی ! میرا ایمان بہت کمزور ہے۔میں نے کبھی قرآن کو ترجمے سے نہیں پڑھا۔قرآن کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ میرا اللہ مجھ سے کیا

چاہتا ہے؟ نماز کی کبھی پابندی نہیں کی۔ جب دل کیا پڑھ لی، جب دل کیا چھوڑ دی۔ مما نے مجھے کبھی نماز پڑھنے کے لیے نہیں کہا۔اس کی آنکھ سے آنسو پھسل کر گود میں رکھے ہاتھوں پر گرا۔

"لیکن اس عمر میں نماز پڑھنا تمھاری خود کی زمہ داری ہے نا۔!"

چلو میں تمھیں نماز کی اہمیت سمجھاتی ہوں۔ بیلا نے اسے نرمی سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ایک حدیث میں ہے کہ بندے کے کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز ہے۔" چلو بتاؤ اس سے تمھیں کیا سمجھ آیا؟

"اس میں واضح ہے کہ جو نماز قائم کرتا ہے وہ مسلمان ہے اور جو نماز قائم نہیں کرتا ہو وہ کفر پر ہے۔ایمن نے جواب دیا۔"

"اب تم مجھے بتاؤ ایمن اگر ہم نماز نہ پڑھیں دنیا کی نظر میں بے شک مسلمان بنتے پھریں۔ کیا اسلام کی رو سے ہم مسلمان ہیں؟ کیا اللہ کی نظر میں ہم مسلمان ہیں؟"

اس نے ایمن کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

ایمن نے اپنی گردن دائیں بائیں ہلائی۔ بالکل! ہم مسلمان نہیں ہوں گے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تمھیں پتاہے ایمن منافقین جو دکھاوے کے مسلمان تھے وہ بھی مسجد میں آکر نماز ادا کرتے تھے کہ کہیں کوئی انھیں کافر نہ بول دے۔

"ہم نماز نہیں پڑھتے پھر بھی خود کو فخر سے مسلمان کہتے ہیں۔" بیلا کے چہرے پر افسوس تھا۔

بیلا نے محسوس کیا یہ باتیں ایمن کے لیے نئی تھی۔اس نے یہ سب پہلے بھی سنا ہو گا۔لیکن مطلب نہیں سمجھا۔

چلو تم آج سے ہی نماز کی پابندی شروع کرو۔اللہ سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کرو۔قرآن مجید کو بے شک تھورا اگر ترجمے سے پڑھو۔میں تمھیں تفسیر کی کتابیں دوں گی۔تم انہیں پڑھنا اور عمل بھی کرنا۔اس نے ایمن کو تسلی دی۔

"تمھیں پتاہے ایمن جب میں تمھارے جتنی تھی نا تو میں سوچتی تھی کہ قرآن کے زیادہ پارے پڑھنا، قرآن کو ہفتوں میں مکمل کرنا افضل ہے۔بے شک یہ افضل عمل ہے لیکن مجھے ایک وقت میں سمجھ آیا کہ:

"اس سے زیادہ افضل ہے "قرآن کو سمجھ کے پڑھنا"۔ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ، پڑھتے وقت ہمیں معلوم تو ہو کہ اللہ نے اس کیا میں ہمیں کیا سکھایا ہے۔"

بیلا نے سر اٹھا کر اوپر آسمان کی طرف دیکھا اور بولی۔

"ایمن اگر دیکھا جائے تو ہم انسانوں سے زیادہ خوشنصیب شاید ہی اس زمین پر کوئی اور مخلوق ہو کیونکہ ہمارے پاس چوائیز ہوتی ہے۔اپنے گناہوں کا احساس ہونے پر اللہ کی طرف پلٹ جانے کی چوائیز۔"

جب انسان کو اپنی غلطی کا احساس ہو وہ فوراً توبہ کرے، اپنی اصلاح کرے۔ہدایت کا راستہ پکڑ لے اور یاد رکھنا "اللہ ہدایت اسے دیتا ہے، جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

"جب کوئی ہمارے پاس اپنے عیب لے کر آئے تو اسے اس کی غلطیوں پر شرمندگی محسوس کروانے اور اس کی تضلیل کرنے کی بجائے اس کی تصحیح کرنی چاہیے۔اس انسان کو اپنے اعتماد میں لینا چاہیے۔اگلے انسان کو انسان ہونے کا حق دینا چاہیے۔"

●●●●●

دسمبر کا مہینہ ختم ہونے میں ابھی پندرہ دن باقی تھے۔اسلام آباد میں دن کے وقت دھوپ جسم کو سکون بخش رہی تھی۔سڑک پر ٹریفک رواں تھی۔وہ اپنی کالے رنگ کی لینڈ کروزر کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا۔گاڑی میں کسی نیوز چینل پر صحافی کی آواز آ رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

اس نے برانڈیڈ میرون رنگ کے تھری پیس سوٹ کے اوپر سیاہ رنگ کا لونگ اوور کوٹ پہنا تھا۔آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے،کلائی پر اومیگا کی گھڑی پہنے،ماتھے پر چھوٹے چھوٹے ویوی بال بکھرے اس کی شخصیت وجیہہ لگ رہی تھی۔

وہ سائیڈ ونڈو سے باہر سڑک پر دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنی ایک ٹانگ ہلا رہا تھا۔پھر اسے اپنے ساتھ بیٹھی زویا نے پکارا۔زویا کے پکارتے ہی اس کی ہلتی ٹانگ رک گئی اور وہ اس کی جانب مڑا۔

"یہ دیکھیں بھائی! افتخار ملک کے آفس کے باہر اس کے علاقے کے لوگوں نے دھرنا دیا ہوا ہے" زویا نے اسے ٹیب پکڑاتے ہوئے بتایا۔

اس نے ٹیب پکڑا اور چلتی ویڈیو پر نظر ڈالی ساتھ ہی اس کے ہونٹوں پر ایک گہری مسکراہٹ آئی۔"ویڈیو میں آفس کے باہر کھڑے گارڈ لوگوں کو اندر جانے سے روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔لوگوں کے ہاتھوں میں ڈنڈے اور پتھر تھے۔معاملہ بہت سنگین ہو چکا تھا۔"

"اب افتخار ملک کو پتا چلے گا کہ شہریار بخاری کے راستے میں رکاوٹ بننے کا کیا انجام ہوتا ہے۔" شہریار نے سنجیدگی سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شہریار بخاری صرف کہتا نہیں، تباہ کر کے دکھاتا ہے اور جب وہ تباہی کرتا ہے تو دنیا دیکھتی ہے۔"

"کل ہم کراچی کے لیے کب نکلیں گے؟" اس نے ٹیب سائڈ پر کرتے زویا سے پوچھا۔

ہمیں کل صبح چھ بجے ایئرپورٹ کے لیے نکلنا ہے اور آٹھ تیس تک ہم ہوٹل ہوں گے۔ اس کے بعد نو بجے ہسپتال کے افتتاح کے لیے نکلیں گے۔ زویا نے اسے اپڈیٹ دیا۔

"اور سیکیورٹی؟"

"جی بھائی۔ انکل الیاس سے بات ہو چکی ہے۔" انھوں نے یہ کام اپنی بیسٹ ٹیم کے حوالے کیا۔

"پرفیکٹ۔!" شہریار بولا اور ساتھ ہی ونڈو سے باہر سڑک پر نظر جما دی۔

●●●●●

شہریار بخاری، بخاری خاندان کا وارث تھا۔ اٹھائیس سال کا نوجوان پاکستان کا سب سے کم عمر پالیٹکل لیڈر تھا۔ "شہریار کا مطلب ہے حاکم اور وہ کہتا تھا کہ میں حکمرانی کے لیے پیدا ہوا ہوں۔"

اس کی شخصیت میں خاص بات یہ تھی کہ وہ الفاظ کو صحیح جگہ اور موقع پر استعمال کرنے کا فن جانتا تھا۔اسی لیے تو اتنی کم عمر میں اس نے پالیٹکس میں اپنا نام بنایا تھا اور بخاری پارٹی کا چیئرمین تھا۔

شروعات میں ہی اس نے اپنے حلقوں میں ترقیاتی کام کروا کر عوام کا دل جیتا۔اس کی پرکشش شخصیت عوام کو اس کی طرف مائل کرتی تھی۔جب وہ گزرتا تھا لوگ اسے مڑ کر دیکھتے تھے۔

زویا بخاری، شہریار بخاری کی جڑواں بہن تھی۔وہ بخاری پالیٹکل پارٹی کی وائس چیئرپرسن تھی۔اس میں سب سے خاص بات اس کی وائیبز بہت اسٹرانگ تھی۔وہ انسان کو سونگھ کر اس کے ارادے جان لیتی تھی۔

زویا بخاری اپنے بھائی شہریار کا سایہ تھی۔اس کے ہر قدم، ہر ارادے اور ہر اندھیرے کی ساتھی۔وہ دونوں بہن بھائی ایک دوسرے کا عکس تھے۔ایک دوسرے کی ہمت تھے۔

"زویا کہتی تھی کہ جس کا شہریار جیسا بھائی ہو اس سے بھلا دنیا کی کون سی طاقت ٹکرا سکتی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور "شہریار کہتا تھا کہ جب تک زویا اس کے ساتھ ہے وہ دنیا کی کسی بھی طاقت سے لڑ سکتا ہے۔"

●●●●●

افتخار ملک اس وقت اپنے آفس میں تھے۔ صبح کے واقعے کی وجہ سے ان کا نام عزت داؤ پر لگا ہوا تھا۔ آفس کے باہر ہنگامے نے ان کا دماغ خراب کر دیا تھا۔ اس کے بعد میڈیا پریس اور اپنی پارٹی کے ممبران کی کال سے وہ تنگ آ چکے تھے۔ نیچے سے لوگوں کے نعروں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ انصاف دو، انصاف دو۔۔۔!!

اس واقعہ کا پست منظر یہ ہے کہ پچھلے سالوں اپنی حکومت میں افتخار ملک نے اپنے حلقوں میں کچھ ترقیاتی کام کروائے۔ گورنمنٹ کلینک اور اسکول بنوائے۔ آج صبح انہی کے بنائے گئے اسکول میں ایک حادثہ پیش آیا۔ اسکول گراؤنڈ کی دیوار گری، دو بچوں کی جان چلی گئی۔ اس کے بعد حلقے کے لوگ جن میں ان بچوں کے والدین بھی شامل تھے۔ افتخار ملک کے آفس کے باہر آ کر دھرنا دے رہے تھے۔

وہ سمجھنے کی کوشش کررہے تھے کہ آخر اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟ پھر ان کے ذہن میں بخاری خاندان کا خیال آیا۔ان کے اور بخاری پارٹی کے درمیان کچھ حلقوں کو لے کر ماضی میں سخت مقابلہ رہا لیکن ابھی ان خلقوں میں شہریار کی حکومت تھی۔

وہ انہیں سوچوں میں گم تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور ان کا سکریٹری چوہدری رمیز اندر داخل ہوا اور بولا۔

"سر باہر ہنگامہ بڑھ گیا ہے۔میرے خیال سے معاملہ اور سنگین ہونے سے پہلے آپ کو پریس کانفرنس کرنی چاہیے۔"

"ٹھیک ہے! تم رات کے لیے پریس کانفرنس ارینج کرو۔مجھے پتہ ہے کہ میں نے معاملے کو کیسے سنبھالنا ہے۔" افتخار کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے بولے۔

رات کے آٹھ بجے نیوز چینل پر خبریں چل رہی تھی۔افتخار ملک پریس کانفرنس کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ یہ ایک حادثہ ہے۔آپ سب جانتے ہیں کہ پالیٹکس میں انسان کے سو دشمن ہوتے ہیں۔ایک پارٹی دوسری پارٹی کو نیچا دکھانے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے۔اور اگر سکول کی ایک دیوار گری ہے باقی بھی گرنی چاہیے میٹیریل ایک ہی استعمال ہوا ہے۔یہاں

تک بات ہے ان بچوں کی مجھے اس کا بہت دکھ ہے۔ان کی زندگی واپس نہیں لائی جاسکتی میں ان کے والدین کے ساتھ ہر تعاون اور مدد کے لیے تیار ہوں۔

"سامنے کھڑا چوہدری رمیز،افتخار ملک کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا اگر ایک سیاستدان کو اداکاری ہی نہ آتی ہو تو تف ہے اس کے پالیٹیشن ہونے پر۔"

افتخار ملک یہ جانتے تھے کہ اس کے پیچھے ان کا جو بھی دشمن ہے وہ کون ہے۔لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ وہ یہ سب ان کے ساتھ کیوں کر رہا ہے؟

"جب انسان زمینی خدا بننے کے جوش میں زمین والوں کو پاؤں کا کیڑا سمجھ کر چل دیتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے کہ دنیا مکافات عمل کا نام ہے۔اس کا بویا،اسے ایک دن کاٹنا ہی پڑتا ہے۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

●●●●●

آج بیلا کی کالج سے چھٹی تھی۔نو بجے وہ اٹھی اپنا کمرہ سیٹ کیا،باہر نکلی۔صحن میں ہلکی ہلکی دھوپ لگ رہی تھی۔وہ کچن کی جانب بڑھی۔واپس نکلتے وقت اس کے ہاتھ میں چائے کا مگ تھا۔

امی اپنے کمرے سے نکلتی دکھائی دیں۔وہ کہیں جانے کے لیے تیار لگ رہی تھیں۔امی آپ اتنی صبح کہاں جا رہی ہیں؟ بیلا نے فوراً پوچھا۔

بیٹا محلے میں فوتگی ہوئ ہے وہ سامنے والی جو نازیہ بیگم ہیں،ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے۔

میں وہاں جارہی ہوں۔امی نے چادر اوڑھتے ہوئے اسے جواب دیا۔

تم صفائ کر لینا باقی میں تھوڑی دیر میں آجاؤں گی۔یہ کہہ کر امی دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔بیلا ان کے پیچھے آئ امی کے جانے کے بعد اس نے دروازے کی اندر سے کنڈی لگا دی۔

واپس مڑتے ہوئے اس نے اپنا دوپٹہ کس کر کمر پر باندھا اور بولی۔آج میں اس گھر کو پورا چمکا دوں گی۔وہ پڑھائی کی وجہ سے گھر کے کام بہت کم ہی کرتی تھی اور اگر کبھی کوئی کام شروع کر بھی لیتی اسے ختم امی ہی کرتی تھیں۔

اس کا ارادہ تھا صفائ کے بعد وہ کھانا بھی بنائے گی۔جیسے ہی صفائ کر کے وہ تھکی ہاری آکر کرسی پر بیٹھی۔اس نے موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا ایک بج چکا تھا اس کا منھ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

میں نے صفائ پر چار گھنٹے لگا دیے۔او خدایا۔! ساتھ ہی بیلا نے اپنا ہاتھ سر مارا۔

ڈور بیل کی آواز آئ وہ دروازے کی طرف بھاگی۔

کون ہے؟اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

بیلا میں ہوں دروازہ کھولو۔یہ تو امی کی آواز تھی۔

Clubb of Quality Content

اس نے دروازہ کھولا امی نے پاؤں صحن میں رکھے جیسے ہی ان کی نظر سامنے پڑی۔وہ بیلا کی جانب مڑیں۔

بیلی تم نے صفائی کر بھی لی۔ چلو میں کھانے کی تیاری کر لیتی ہوں۔امی یہ کہہ کر اندر کی جانب بڑھ گئیں۔

پیچھے بیلا کھڑی سوچ رہی تھی کہ جب تک امی کام کو ہاتھ نہ لگائیں کوئی کام مکمل نہیں ہوتا۔ میں تو چار گھنٹے کام کر کے تھک گئی ہوں پر امی نے کبھی نہیں بولا کہ وہ تھک چکی ہیں۔

"بیٹیاں چاہے جتنی بڑی ہو جائیں انھیں ساری زندگی ماؤں کی ضرورت رہتی ہے۔"

کہنے کو یہ چھوٹی سی بات تھی لیکن ایک سال پہلے ان کے ساتھ والے گھر میں ایک خاتون اپنی ایک بیٹی کے ساتھ رہتی تھیں۔ان کے گھر میں کوئی مرد نہیں تھا وہ لڑکی نوکری بھی کرتی تھی اور ماں کا کام میں ہاتھ بھی بٹاتی تھیں۔ لیکن اس کی ماں کو آئے دن اپنی بیٹی سے شکایتیں ہی رہتی تھیں۔وہ جو کام کرتی تھی اس کی ماں اس میں سے نقص نکالتی تھی۔زیادہ تر تو اس کی بیٹی ماں کو جواب نہیں دیتی تھی۔پر ایک دن اسی بات کو لے کر ان دونوں ماں بیٹی کے درمیان بحث ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اماں میں جو بھی کام کرلوں آپ اس میں سے ہمیشہ کیڑے ہی نکالتی ہیں۔ صبح میں کام پر جاتے وقت سارا کام کر کے جاتی ہوں اور شام کو واپسی کے بعد سارا کام کرتی ہوں۔ کیا آپ کو میری تھکن دکھائی نہیں دیتی؟

میں دن کی تھکن کے بعد میں گھر میں سکون چاہتی ہوں۔ لیکن ہر کام میں نقص نکالنا، آپ کے کہے گئے سخت الفاظ مجھے کتنے چبتے ہیں آپ کو اس بات کا اندازہ ہے؟ کم از کم مجھے انسان ہونے کا تو مارجن دو۔ آپ کی باتیں نے مجھے ذہنی بیمار کر دیا ہے۔"

اس لڑائی کے بعد اس لڑکی نے ایک دن تنگ آ کر ذہنی دباؤ میں خودکشی کرلی۔ اس کی ماں یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکی اور جوان بیٹی کی موت برداشت نہیں کر پائی اور وہ بھی اس دنیا سے چل بسی۔

"کبھی کبھی ماؤں کے کہے گئے سخت الفاظ ان کی بیٹیوں کے دل پر ایسے زخم بھر دیتے ہیں کہ وہ ساری زندگی نہیں بھرتے۔ صرف گھرداری نہ آنے کی وجہ سے ایک بیٹی ناکام کیسے ہو گئی؟ اگر بیٹیاں غلطی کریں بھی ان کی تضلیل کی بجائے ماؤں کو ان کی تصیح کرنی چاہیے۔ ایک بیٹی کی ذات، اس کی زندگی اپنی ماں کی توجہ اور محبت کے بغیر ہمیشہ اُدھوری رہتی ہے۔ بیٹیاں اپنے جذباتی دکھ اپنی ماؤں سے ہی بانٹتی ہیں۔"

"آزمائش اور پریشانیاں ہر انسان کی زندگی کا حصہ لیکن ان دنیاوی پریشانیوں سے چھٹکارے کے لیے حرام طریقے اپنانا گناہ ہے۔ جو اللہ آزمائش کے لیے پریشانی دے سکتا ہے وہ دور بھی کرتا ہے۔ پریشانیاں جتنی بھی بڑی ہوں اللہ سے چھوٹی ہوتی ہیں۔ انسان کا ایک چنا گیا غلط راستہ اس کی دنیا کے ساتھ آخرت بھی خراب کر دیتا ہے۔"

●●●●●

رات کے دس بج رہے تھے۔ باسم اپنے اپارٹمنٹ میں رف حلیے میں دائیں بائیں ٹہل رہا تھا۔ کالے رنگ کی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر اس پر جچ رہا تھا۔ اسکا موبائل بجتے بجتے بند ہو گیا اس نے کال نہیں اٹھائی۔ اچانک ڈور بل بجی۔

"وہ جانتا تھا اس وقت سب سے پہلے کون اس کے پاس پہنچ سکتا ہے۔" اس نے دروازہ کھولا۔ سامنے خضر کھڑا تھا۔ وہ بھی نائٹ سوٹ پہنے آدھا نیند میں تھا۔ کچھ دن مسلسل کام کے بعد آج وہ تینوں نیند پوری کرنے کے لیے جلدی ایجنسی سے گھر کے لیے نکلے تھے۔

"کیا ہوا ہے کوئی برا خواب تو نہیں دیکھ لیا؟" باسم نے ہوچھا۔

تم ٹھیک ہو نا؟ خضر اندر داخل ہوا۔

کیوں مجھے کچھ ہونا تھا؟" باسم جانتا تھا خضر کا اشارہ ڈیڈ کی پارٹی میں ہونے والے واقعے اور پریس کانفرنس کی طرف تھا۔"

ابھی وہ دونوں آکر صوفے پر بیٹھے کہ پھر ڈوربل بجی۔ خضر دروازہ کھولنے کے لیے اٹھا۔

"لو جی آگئے بے بی سٹر اور ساتھ ہی دونوں کا قہقہہ بلند ہوا۔"

اس نے دروازہ کھولا سامنے کھڑا زوہان ان دونوں کو گھور رہا تھا۔ وہ ان دونوں کی آخری بات سن چکا تھا۔

اس سے پہلے زوہان کچھ کرتا خضر اندر کی جانب بھاگا۔ پیچھے سے زوہان نے اپنے دونوں جوتے اتارے اور ساتھ ہی ان کی طرف پھینکے۔

"ایک جوتا جا کر سیدھا خضر کی کمر پر لگا۔ اور دوسرا جوتا اس سے پہلے باسم کو لگتا وہ اٹھ کر آگے بڑھا، اس نے جوتا کیچ کر لیا" اور ساتھ ہی اونچی آواز میں بولا۔

"کیچ۔۔۔! خضر کے منھ سے ہلکی سی آہ نکلی۔" وہ تینوں صوفے پر گر پڑے۔

"ویسے ہی میں اتنی دور گھر سے آیا ہوں میں نے سوچا کہیں مر مرا ہی نہ جائے دیکھ آتا ہوں۔" زوہان باسم کو کھا جانے والے انداز میں بولا۔

صحیح کہا۔۔! خضر نے بیچ میں لقمہ دیا۔

"تم لوگ اچھے سے جانتے ہو مجھے فرق نہیں پڑتا۔ میرے ڈیڈ کے سیاسی کاموں سے میرا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ میں انھیں غلط نہ کرنے کا مشورہ دیتا آیا ہوں، پچھلے پانچ سالوں سے میں انھیں غلط سے روکنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ ان کا اپنا چنا گیا راستہ ہے انجام بھی وہ خود ہی بھگتیں گے۔"

صحیح کہا۔۔! خضر نے پھر بیچ میں لقمہ دیا۔ دونوں نے ایک ساتھ گردن موڑ کر خضر کو گھورا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو دونوں مجھے پتا ہے کہ میں ہینڈسم ہوں۔" خضر شرماتے ہوئے بولا۔

"غلط فہمی پالنے سے بہتر ہے بندہ کتا پال لے۔" باسم نے خضر کو کامپلیمنٹ دیا۔

جبکہ کے زوہان کا قہقہ بلند ہوا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ ہوا میں اٹھا کر باسم کو تالی ماری۔

"بس کرو تم سے تو میری تعریف برداشت ہی نہیں ہوتی۔" خضر کہاں پیچھے ہٹنے والا تھا۔

"سارے سیریز موڈ کا ستیاناس کر دیا اس نے۔!" باسم نے پھر اپنی بات جاری رکھی۔

یہ پہلی بار نہیں ہو رہا۔ کس طرح اپنے سیاسی کاموں کو پورا کرنے کے لیے وہ جھوٹ، رشوت اور معصوم عوام کا استعمال کرتے ہیں۔ ان کی جانوں کو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ جو حادثہ پیش آیا اس کے پیچھے بے شک اگر ان کی کسی مخالف پارٹی کا ہاتھ ہو لیکن مجھے یقین ہے ان بچوں کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

موت کا ڈیڈ کو کوئی دکھ نہیں ہے۔میں صرف انہیں برے انجام سے آگاہ کر سکتا ہوں۔ان کو جتنا بھی سمجھا لوں وہ نہیں سمجھتے۔

"زمینی خدا بننے کے جنون میں وہ اوپر والے حقیقی خدا کو بھول چکے ہیں۔"

"دنیا کی کوئی اولاد اپنے والدین کو ناپسند یا ان سے نفرت نہیں کر سکتی پھر چاہے ماں باپ کتنے ہی غلط کیوں نا ہوں۔"

●●●●●

یہ ان دنوں کی بات تھی جب داؤد قریشی کی موت نے بیلا کو اندر سے توڑ کر رکھ دیا تھا۔اس نے اپنی زندگی کے ایک عزیز انسان کو کھویا تھا۔اور اچانک ہی صدمہ وہ برداشت نہیں کر پائی۔وہ بالکل ٹوٹ چکی تھی،اس کے ابو اس کے والد ہونے کے ساتھ اس کے دوست، راہنما تھے۔

امی اور زوہان اس کے لیے بہت پریشان رہنے لگے۔اس نے کھانا پینا بند کر دیا تھا۔امی اس کو ضرورتاً وقت پر کھانا کھلاتی تھیں۔اس نے کوئی خواہش کرنا،ضد کرنا،ان سے بات کرنا ترک کر دیا تھا حالانکہ اس سے پہلے وہ امی سے ضد کر کے اپنی پسند کے کھانے بنواتی تھی،روز رات کو

زوہان کے گھر آنے پر خود چائے بناتی پھر وہ دونوں ٹیرس پر کھڑے ہو کر باتیں کرتے، کبھی لڑتے جھگڑتے۔اب تو اس نے بولنا ہی چھوڑ دیا تھا۔

پھر اسے رات کو وہی خواب آنا شروع ہو گئے۔وہ کافی ڈسٹرب رہتی تھیں۔اس کی نمازیں قضا ہونا شروع ہو گئیں۔اس کی روٹین بہت بدل گئ۔

جب بیلا کے میٹرک کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے۔اس نے توجہ پڑھائی پر لگائی کیونکہ اس نے ابو سے ڈاکٹر بننے کا وعدہ کیا تھا۔

امتحان ختم ہوئے اس نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔پہلے پہل تو زوہان اسے سمجھاتا رہا لیکن وہ کوئی جواب نہ دیتی۔پھر ایک دن وہ اس کے پاس آیا۔

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔زوہان اس کے کمرے میں داخل ہوا اور اس کے ہاتھ میں دو چائے کے کپ تھے۔ایک کپ اس نے بیلا کو پکڑایا اور ساتھ ہی اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔

بیلا کے ہاتھ میں ابو کی تصویر تھی۔جو اس نے زوہان کے بیٹھنے پر اپنے دائیں جانب سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

Clubb of Quality Content

"دیکھو تم نے تو مجھے چائے بنا کر پلانا ہی چھوڑ دی آج میں خود اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر لایا ہوں۔" پیو اور بتاؤ کیسی بنی ہے؟

اس کے کہنے پر بیلا نے چائے کا ایک گھونٹ لیا۔

ہنمم۔۔۔ یہ کیا بنایا ہے بھائی؟ آپ نے اتنی زیادہ پتی ڈال دی ہے یہ بہت کڑوی ہے۔ کتنی خراب چائے بنائی ہے آپ نے۔

"میں نے جتنی بھی خراب چائے بنائی ہو کم از کم اپنی وجہ سے دوسروں کی زندگیاں تو خراب نہیں نہ کر رہا؟" زوہان ایک دم سیریس ہو گیا۔ وہ جانتا تھا اس کی باتیں اور لہجہ بیلا کو برا لگے گا۔ پر اس کے پاس یہی حل تھا۔

زوہان کی بات سنتے ہی بیلا کا چہرہ سفید پڑ گیا وہ جانتی تھی اس کا بھائی کیا کہنا چاہتا ہے۔ زوہان نے بولنا شروع کیا۔

دیکھو بیلا ابو کے جانے کا دکھ مجھے بھی ہے امی کو بھی ہے اور یہ دکھ ساری زندگی ختم نہیں ہو سکتا پر اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم خود کو تکلیف پہنچانا شروع کر دیں۔ تم جانتی ہو کہ امی تمہاری وجہ سے کتنی پریشان ہیں۔

یہ حل نہیں ہے بیلا وہ اس کے لیے بہت فکر مند تھا۔

تم ایک دفعہ ذرا اپنے اوپر غور کرو تم نے اپنی کیا حالت کر لی ہے نمازیں پڑھنا تم نے چھوڑ دی ہیں۔" ہمارے قریبی انسان کا اس دنیا سے چلے جانا بھی ایک آزمائش ہے پر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اللہ کو بھول جائیں۔"

تم نے ابو کی بتائی ہوئی نصیحتوں کو ہی بھلا دیا۔ اگر تم کچھ کرنا چاہتی ہو تو ابو کے لیے دعائے مغفرت کرو۔ نیک اولاد صدقہ جاریہ ہوتی ہے۔ نماز پڑھو اور قرآن پڑھو اور ابو کی بخشش کے لیے دعا کرو۔

"دیکھو بیلا اللہ کے راستے سے مت بھٹکو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم اپنے آپ کو اس اندھیری کھائی میں پھینک دو یہاں پلٹنا ناممکن ہو اور پھر تمہیں بعد میں پچھتاوا ہو اور یاد رکھنا پچھتاوا انسان کو جینے نہیں دیتا۔" ساتھ ہی زوہان آٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی بیلا نے ابو کی تصویر اٹھائی اور زور قطار رونا شروع کر دیا۔

باہر عشاء کی آزانیں ہو رہی تھی۔ وہ اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس نے وضو کیا اور کمرے میں آکر جائے نماز بچھائی، نماز کی نیت باندھ لی۔

نماز ادا کرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ "اے اللہ مجھے معاف کر دے میں تجھے بھول گئی۔ میں آزمائش آنے پر تیرے نبی کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سنت پر عمل کرنا، صبر کرنا بھول گئ۔" ساتھ ہی اس نے سر سجدے میں گرا دیا۔اس کی ہچکیوں کی آوازیں باہر تک سنائی دے رہی تھیں۔

"کہتے ہیں انسان کو اپنی زندگی میں لفظوں کا صحیح چناؤ آنا چاہیے۔ کبھی کبھی اپنوں کے کہے گئے الفاظ کسی کی زندگی سنوار بھی سکتے ہیں اور بگاڑ بھی سکتے ہیں۔"

اور آج ایک بھائ کی، کی گئ نصیحت نے اس کی بہن کی زندگی بچالی تھی۔

●●●●●

آج جمعہ کا دن تھا۔ کراچی میں اگر بخاری ہسپتال کا رخ کریں تو وہاں افتتاح کے لیے کیے گئے انتظامات نظر آرہے تھے۔ ہسپتال کے مرکزی گراؤنڈ میں سٹیج بنایا گیا تھا۔ سٹیج کے سامنے میڈیا کے بیٹھنے کے لیے کرسیاں لگائی گئی تھی۔ مختلف چینلز کے صحافی اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے۔ آس پاس ہسپتال کا عملہ اور باقی لوگ بھی موجود تھے۔ سکیورٹی کا مکمل نظام تھا۔

ہسپتال کے مرکزی دروازے سے لے کر گراؤنڈ تک ہسپتال کے چاروں جانب یہاں تک کہ اوپر چھت پر گارڈز بندوقیں اٹھائے چوکس کھڑے تھے۔

بلاآخر نو بجے تقریب کا آغاز ہوا افتتاح کے بعد شہریار بخاری اپنی ساتھی بہن زویا بخاری کے ہمراہ چلتا ہوا اسٹیج پر پہنچا۔

آج اس نے سیاہ رنگ کا فور پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔کلائی پر بندھی مہنگی گھڑی، پاؤں پر پہنے آکسفورڈ سٹالش جوتے اور اس سے آتی مہنگی خوشبو اس کی شخصیت کو باوقار بنا رہی تھی۔

معمول کی طرح اس کے وے وی بال آج بھی ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

شہریار کے اسٹیج چڑھتے ہی زویا سٹیج کے نیچے رک گئ۔اس کے پیچھے باسم اور زوہان تھے۔ان کے کانوں میں ائیر بگز لگے تھے جن کے ذریعے وہ ریکارڈنگ روم میں بیٹھے خضر اور باقی ٹیم سے رابطے میں تھے۔

شہریار اسٹیج پر مختلف چینلز کے لگے مائیکز کے سامنے کھڑا تھا۔آغاز میں اس نے اپنے ترقیاتی منصوبوں سے عوام کو آگاہ کیا۔صحافی اٹھ کر سوال کر رہے تھے اور وہ انہیں جواب دے رہا تھا۔

اچانک میڈیا میں سے کسی ایک صحافی اٹھا اور اس نے اپنا سوال کیا۔

"سر کل افتخار ملک کے حلقے میں جو حادثہ پیش آیا اس کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟"

سوال سنتے ہی پیچھے کھڑے باسم کے چہرے پر سایا لہرایا اگلے ہی پل اسنے خود کو نارمل کر لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شہریار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی اس نے ایک فنکار کی طرح کسی کے نوٹ کرنے سے پہلے مسکراہٹ چھپالی اور بولنا شروع کیا۔

"سب سے پہلے تو دل بہت دکھی ہے! دو معصوم بچے۔اللہ ان کے والدین کو صبر دے۔ دیواریں گرتی ہیں تو صرف اینٹیں نہیں، دل بھی ٹوٹتے ہیں۔"

"آہ۔۔! یہ شخص لفظوں کا استاد تھا۔الفاظ کا استعمال کوئی اس شخص سے سیکھتا۔"

بچوں کی جان کا کوئی مول نہیں۔اگر اس سانحے سے افتخار ملک کوئی سبق لینا چاہتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ "دیواریں رنگ سے نہیں نیت اور نگرانی سے مضبوط ہوتی ہیں پھر شاید آئندہ کوئی دیوار کسی پر نہ گرے۔"

اس کے ساتھ ہی شکریہ کہہ کر وہ اسٹیج سے اتر گیا۔پیچھے لوگوں کی تالیوں کی گونج بلند ہوئی۔

اپنے آفس میں بیٹھے افتخار ملک یہ منظر دیکھ رہے تھے۔انھوں نے غصے میں فائلیں سامنے زمین پر دے ماریں۔اب یہ کل کا سیاست میں آیا بچہ افتخار ملک کو سیاست سکھائے گا۔پہلے کون سا بخاری مجھ سے جیت گئے جو اب یہ جیت جائے گا۔

●●●●●

رات کے وقت باسم کی گاڑی ملک ولا میں داخل ہو رہی تھی۔گاڑی سے اتر کر وہ سیدھا ہال کی طرف بڑھا۔منیبہ دائیں بائیں چکر کاٹ رہی تھیں۔باسم کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھیں۔

بیٹے تم کل سے میری کالز نہیں اٹھا رہے؟انھوں نے باسم کو گلے لگاتے ہوئے پوچھا۔

جی مام کام تھا اسی لیے فری ہو کر سیدھا آپ ہی کے پاس آیا ہوں۔باسم نے ان سے الگ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

چلو ڈنر ریڈی ہے۔وہ ان کے ساتھ ڈائننگ ہال کے جانب بڑھ گیا۔

پہلے کی طرح آج بھی افتخار ملک سربراہی کرسی پر بیٹھے تھے۔باسم کو دیکھتے ہی انہوں نے فون ٹیبل پر رکھا اور بولے۔

آ گئے لارڈ صاحب۔! باسم آرام سے چلتا ہوا ان کے سامنے والی سربراہی کرسی پر بیٹھ گیا اور منیبہ افتخار کے دائیں جانب کرسی کھینچ کر بیٹھ گئیں۔

"مجال ہے جو کل سے باپ کو ایک بھی کال کر کے اس نے خیریت پوچھی ہو" افتخار غصے سے دھاڑے۔منیبہ بول پڑیں۔

اچھا اب بس بھی کر دیں۔سکون سے کھانا کھائیں۔

"سکون میں رہنے کہاں دیا ہے اس لڑکے نے۔!" انھوں نے باسم کو گھورا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باسم جو آرام سے بیٹھا تھا۔ پلیٹ سے کھیرے کا ٹکڑا منھ میں ڈالتے ہوئے بولا

"پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ ایسے کام کرتے ہیں کیوں ہیں جس کی وجہ سے دوسروں کو بار بار فون کر کے آپ کی خیریت پوچھی پڑے۔"

"غلط کام کا انجام ہمیشہ غلط ہی ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سیاست غلط ہے بلکہ آپ کے طریقے غلط ہیں۔ آپ کی حکمرانی کی قیمت بے گناہ لوگ جان دے کر چکاتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔"

یہ سنتے ہی افتخار ملک کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

"اور دوسری بات آپ کا سکون میری وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے اعمال کی وجہ سے برباد ہے۔ اپنے عمل کو درست کریں تو آپ مطمئن رہیں گے۔" یہ کہتے ہی باسم اٹھا اور باہر جانے کے لیے اس نے قدم آگے بڑھائے کہ افتخار ملک کی آواز نے اسے روک لیا۔

"تم مجھے بتاؤ کہ ایسا کون سیاست دان ہے جس نے جھوٹ، کرپشن ہیرا پھیری، دھوکے کے بغیر اپنی پارٹی کو کامیاب بنایا ہو؟" وہ باسم کی جانب مڑے۔

وہ چلتا ہوا واپس آیا اور ان کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ڈیڈ مجھے دوسروں کا نہیں پتا لیکن مجھے آپ کے کرنے سے فرق پڑتا ہے آپ میرے ڈیڈ ہیں میں آپ کو غلط کرنے سے روکوں گا۔ بچپن میں جب آپ مجھے روکتے تھے کہ بیٹا یہ کام نہ کرنا اس کا انجام برا ہوگا تو آج میں آپ کو کیوں نہ روکوں جب آپ میری آنکھوں کے سامنے برائی کے راستے پر ہیں۔"

"اور جب برائیاں معاشرے میں عام ہوں جائیں تو وہ رسم نہیں بن جاتیں کہ ہر کوئی ان پر عمل کرتا پھرے کہ فلاں بھی تو برائی کر رہا ہے میں نے کرلی تو کیا ہو گیا۔ نہیں! اس کے بعد بھی جھوٹ جھوٹ ہی رہے گا، گناہ گناہ ہی رہے گا حرام حرام ہی رہے گا۔ حقیقت نہیں بدلے گی ڈیڈ۔ کوئی دوسرا آپ کے کیے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ان جھوٹے دلاسوں سے آپ اپنے آپ کو مطمئن کر سکتے ہیں پر اللہ کو کیسے راضی کریں گے؟"

جواب نہ پا کر وہ وہاں رکا نہیں اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ منیبہ اس کے پیچھے گئیں۔ جبکہ افتخار برف کا مجسمہ بنے پیچھے اکیلے رہ گئے۔

" کبھی کبھار سچ کا آئینہ اتنا خوفناک ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو اس میں پہنچاننے سے انکار کر دیتا ہے مگر اس سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔"

منیبہ ملک اس کے پیچھے اس کمرے کی طرف گئیں۔انھوں نے دروازہ کھولا۔

سامنے باسم ہینڈ بیگ میں اپنی کچھ چیزیں رکھ رہا تھا۔

"بیٹا تم اپنے ڈیڈ سے اتنے بدگمان کیوں ہو؟"منیبہ نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے باسم سے پوچھا۔

"مام آپ اس کی وجہ جانتی ہیں۔مجھے ان کے غلط طریقوں پر اعتراض ہے۔" باسم ان کے پاس بیٹھ گیا۔

آپ جانتی ہیں مام ساری زندگی میں نے ان کی مانی۔سکول سے لے کر یونیورسٹی تک میں نے ان کے کہے گ ئے سبجیکٹ پڑھے۔اپنی ہر پسند، خواہش پر ان کے فیصلوں کو ترجیح دی۔جب تک میں ان کی مانتا رہا سب کچھ ٹھیک تھا۔آپ بھی مطمئن تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا آپ دونوں نے کبھی مجھ سے آکر پوچھا کہ بیٹا تم کیا چاہتے ہو؟"منیبہ دکھی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"نہیں، کبھی نہیں پوچھا۔" باسم نے خود ہی جواب دیا۔

بس جب ایک بار میں نے ان کے خلاف جا کر ایجنسی جوائن کر لی تو میں نافرمان اولاد بن گیا؟

"مام آپ کو یاد ہے جب بچپن میں آپ نے مجھے قرآن سکھایا تھا۔آپ کہتی تھیں قرآن کو کبھی نہ چھوڑنا۔اس کو کبھی نہ بھولنا،اللہ کا راستہ نہ چھوڑنا۔قرآن ہدایت ہے۔گمراہی کا انجام برا ہے۔"

پھر مام قرآن کی تعلیمات کو آپ خود کیسے بھول گئیں میں جب بھی ڈیڈ سے لڑتا تھا وہ جھوٹ ،کرپشن جیسے غلط طریقوں کو چھوڑ کر ایمانداری سے کام کریں۔وہ میری نہیں سنتے تھے وہ مجھے کہتے تھے بڑی منزل پانے کے لیے پاؤں کے نیچے آئے چھوٹے کیڑوں کو کچلنا پڑتا ہے۔

ایک پل کو اس نے بولتے بولتے سانس لیا۔

آپ میرا ساتھ کیوں نہیں دیتی تھیں۔آپ ان کے کہنے پر مجھے سمجھاتی تھیں کہ پارٹی جوائن کرلو۔اپنے ڈیڈ کی بات مان لو۔باسم نے دیکھا منیبہ کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

"آپ کو یاد ہے مام آپ نے مجھ سے ایک بار پوچھا تھا۔یہ سب چھوڑ کر تمھیں کیا ملا؟"میں بتاؤں مجھے کیا ملا؟

"مجھے اللہ ملا،مجھے ہدایت ملی۔!یہ میرا جواب ہے۔اور میں اللہ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے صحیح راستہ دکھایا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باسم آگے بڑھااور منیبہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیااوران کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے بولا۔

ڈیڈ سے میرے معاملات الگ ہیں لیکن آپ سے کیا گیا وعدہ میں نہیں بھولا۔میں آپ کی بات مانوں گا۔

آپ جس لڑکی سے میری شادی کروانا چاہتی ہیں۔میں اسی لڑکی سے شادی کروں گااور آپ جب چاہیں گی تب ہی کروں گا۔وہ اٹھااپنا بیگ اٹھایااور کمرے سے باہر نکل گیا۔

دیکھنا بیٹا تمھارے سارے درد، مرہم میں بدل جائیں گے جب وہ لڑکی تمھاری زندگی میں آئے گی۔منیبہ بولیں اور ساتھ ہی اپنے آنسو صاف کیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میرے درد دل سے ہیں بے خبر

میرا قرب جاں نہیں جانتے

میرے آس پاس کے جو لوگ ہیں

میری تلخیاں نہیں جانتے

میں یہاں رہوں کہ وہاں رہوں

میں جہاں میں چاہے جہاں رہوں

مجھے آملیں گے عقیدتا

مجھے غم کہاں نہیں جانتے

یہ جو کر رہے ہیں نصیحتیں

انہیں مشوروں کی ہیں عادتیں

دل خواب زدا نھیں چھوڑ دے

یہ تیری داستاں نہیں جانتے

(ارسلان عباس)

منیبہ نے اپنا موبائل اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔ بیل جا رہی تھی اور دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی۔ وہ کسی عورت کی آواز تھی۔ دعا سلام کے بعد منیبہ بولیں۔

"میرے خیال میں اب ہمیں بچوں کے سلسلے میں مل لینا چاہیے۔"

ہاں ضرور۔! تم مجھے وقت اور پتہ بتا دینا میں پہنچ جاؤں گی۔ اور ساتھ ہی کال بند ہو گئی۔

"منیبہ کی آنکھوں میں ایک چمک تھی۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ اپنے بیٹے کا کل نہیں بدل سکتیں مگر اس کی مستقبل کی خوشیوں کے لیے کوشش تو کر سکتی ہیں۔"

زویا اس وقت کچن سے نکلتی شہریار کو ناشتے کے لیے آواز دے رہی تھی۔ نئے سال کا آغاز ہو چکا تھا۔ ہاتھ میں ٹوسٹ اور آملیٹ کی پلیٹ اٹھاتی وہ گول میز کی طرف بڑھی۔

بھائی آ بھی جائیں ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔! ساتھ ہی اس نے کافی کا گھونٹ بھرا۔

کراچی میں آج ان کا تیسرا دن تھا۔ وہ اس وقت اپنے لکثری اپارٹمنٹ میں موجود تھے۔ اس بار کچھ سیاسی کام کی وجہ سے انھیں کراچی میں زیادہ وقت کے لیے رکنا تھا۔ اسلام آباد میں وہ دونوں اپنے آبائی گھر بخاری منزل میں رہتے تھے۔

شہریار کے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ نکلتا دکھائی دیا۔ سفید رنگ کی ٹی شرٹ اور نیچے سیاہ رنگ کا ٹراؤزر پہنے وہ تولیے سے اپنے بال خشک کر رہا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"گڈ مارننگ مائی ڈیئر سسٹر۔!" زویا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

"گڈ مارننگ نہیں، ایوننگ بولیں بھائی۔" زویا کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے بولی۔

دن کا ایک بج رہا ہے۔ اور ہم ناشتہ کر رہے ہیں۔ واہ۔!

"عوام کو کیا جگائیں گے پہلے خود تو وقت پر جاگ لیں۔" زویا کے کیے گئے تبصرے پر شہریار نے قہقہہ لگایا۔

"مائی ڈیئر سسٹر تمھاری یہی۔!! یہی عادت مجھے پسند ہے۔ تم اگلے کو کچھ بولنے کے قابل نہیں چھوڑتی۔ خون جلانے والی باتیں کرتی ہو، پھر چاہے مزاح ہی کیوں نا ہو۔"

"ارے بھائی لفظوں کے اصلی جادوگر تو آپ ہیں ایسا اثر پھونکتے ہیں کہ لوگ آپ کو انکار نہیں کر سکتے۔ میں نے آپ ہی سے تو سیکھا ہے۔" زویا نے اپنی بتیسی دکھائی۔

شہریار نے اس کی بات سنتے ہوئے آملیٹ کا ٹکڑا منھ میں ڈالا۔

"اچھا یہ بتاؤ چیف انکل الیاس کی طرف سے کیس کی کوئی خبر ہے۔؟"

"جی بھائی انھوں نے کیس اپنی بیسٹ ٹیم کو دیا ہے اور آپ نے بالکل درست کہا تھا وہ ٹیم باسم ملک کی ٹیم ہے۔" زویا نے اس آگاہ کیا۔

"پرفیکٹ۔! اب کھیل کا مزا آئے گا۔ جب افتخار ملک کو اس کے بیٹے کے ہاتھوں سے شکست ملے گی۔"

پھر زویا اسے اگلے دنوں کے ورکنگ شیڈیول سے آگاہ کرنے لگی وہ اسے سن رہا تھا اور ساتھ ساتھ کافی کے گھونٹ لے رہا تھا۔

●●●●●

سکول میں کام کے علاوہ اگر بیلا کی کسی سے بول چال تھی تو وہ رومیلہ تھی،اس کی ڈیسک میٹ۔ بیلا سب کے ساتھ اچھائی سے پیش آتی تھی۔اس کے کلاس فیلوز اس کی اچھائی کا فائدہ اٹھاتے تھے۔

بیلا کی اچھائی اس کی کمزوری تھی کیونکہ وہ سمجھتی تھی کہ اگر وہ مدد نہیں کرے گی تو لوگ اسے برا سمجھیں گے۔چاہے اس کے بدلے اسے نقصان ہی کیوں نا ہو جائے۔

اس نے ابو سے اس بات کا ذکر کیا۔"ابو نے اسے سمجھایا کہ اچھا ہونے میں اور معصوم ہونے میں فرق ہے۔"

"فرق کیسے ہے ابو؟ بیلا نے پوچھا۔"

"دیکھو بیٹا اچھا انسان وہ ہوتا ہے جو سمجھ بوجھ کے ساتھ نیکی کرے،اپنی حدود پہچانے جبکہ معصوم یا حد سے زیادہ سیدھا انسان ہر ایک پر بھروسا کر لیتا ہے،جس کا فائدہ بعض لوگ اٹھا لیتے ہیں۔"ابو نے اسے سمجھایا۔

اگر کوئی میرے ساتھ برا کرے تو پھر؟ بیلا انھیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"اول یہ کہ ضروری نہیں کہ اگر کوئی تمھارے ساتھ برا کرے تو تم بھی اس کے ساتھ تم برا کرو۔پھر تم میں اور اس میں کیا فرق رہ جائے گا۔لیکن برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ دیتے

ہوئے خیال رکھنا کہ سامنے والا تمھاری اچھائی کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور تم اپنے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرلو۔"

بیلا کو جواب دیتے ہوئے ابو نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نیکی ضرور کرو، مگر عقل کے ساتھ

اس سبق کو بیلا نے ہمیشہ کے لیے یاد رکھا۔اس کے بعد جب کالج میں آخری بار اس کے ساتھ دوبارہ ایسا ہوا وہ دن بیلا کیسے بھول سکتی تھی۔کسی لڑکی نے اس کی اسائمنٹ لے کر کاپی کی۔اس سے پہلے کہ وہ بیلا کی اسائمنٹ پھاڑ کر میم کو اپنی پہلے جمع کرواتی بیلا کو پتا چل گیا۔بیلا اس کے پاس پہنچی۔

"اس نے ایک زوردار تھپڑ اس لڑکی کے منھ پر دے مارا" اور غصے سے بولی۔

"شرم نہیں آتی تمہیں دوسروں کے کام پر خود کریڈٹ لیتے ہوئے۔" پاس دوسری لڑکیاں کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی۔

"بہت ہوگیا تم لوگوں کا۔تم جیسے لوگ اچھائی کے قابل نہیں ہو۔" اور اس نے انگلی اٹھا کر اس لڑکی کو آخری بار وارن کیا۔یہ وارننگ صرف اس لڑکی کے لیے نہیں تھی بیلا کی باقی کلاس فیلوز کے لیے بھی تھی۔

"آئندہ مجھ سے دور رہنا ورنہ کچھ اور کاپی کرنے لائق تمھارے ہاتھ نہیں بچیں گے۔" وہ آگے بڑھی اور اس لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی۔

"میں بیلا قریشی ہوں۔ میری اچھائی میری کمزوری نہیں بلکہ میری طاقت ہے، اور جو میری طاقت کا فائدہ اٹھائے گا میں اس کا منھ توڑ دوں گی۔"

شیرنی کے انداز میں کہتی وہ وہاں سے نکل گئی۔ بیلا کا یہ روپ آج سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

"انسان کو اس دنیا میں رہنے کے لیے ہر چیز کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور کبھی کبھار تو اچھا بننے کی بھی۔ جب لوگ آپ کی اچھائی کا فائدہ اٹھاتے ہیں تو مجبوراً آپ کو تلخ بننا پڑتا ہے زندہ رہنے کے لیے، جینے کے لیے۔"

●●●●●

اب اگر حال میں آئیں تو بیلا اس وقت رومیلہ کے ساتھ کالج کے کیفے میں موجود تھی۔ وہ نوٹس بنانے میں مصروف تھی جبکہ رومیلہ موبائل کے ساتھ لگی تھی۔ ان دونوں کی دوستی اب سالوں پرانی اور پکی ہو چکی تھی۔

"بیلا یار یہ دیکھو کتنا ہینڈ سم ہے یہ بندہ۔!" رومیلہ نے موبائل کی اسکرین بیلا کی طرف کی۔

بیلا نے ایک نظر ڈالی۔

کون ہے یہ؟ اس نے رومیلہ کو دیکھا۔ رومیلہ کا پورا منھ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"اب ایسا کیا کہہ دیا میں نے؟" بیلا نے اسے گھورا۔

"ارے تم اسے نہیں جانتی؟ شہریار بخاری کو نہیں جانتی؟ یا خدایا۔!" رومیلہ اس پر پھٹ جانے والے انداز میں بولی۔

"کتنی دفعہ کہا ہے ان کتابوں سے نکل کر کوئی دنیا جہان کی خبر بھی رکھا کرو۔" رومیلہ بگڑا منھ بناتے ہوئے بولی۔

"ہاں! تبھی ہر روز بولتی ہو بیلا مجھے یہ والے نوٹس سینڈ کر دو، بیلا مجھے وہ والے نوٹس سینڈ کر دو۔ کبھی اس موبائل کی جان چھوڑ بھی دیا کرو۔" بیلا اسی کی نقل اتارتے ہوئے بولی۔

اچھا اچھا اب سن بھی لو۔ رومیلہ مسکرائی۔

Shahyar Buhari, Chairman of Buhari Political Party, A Young politician of Pakistan...!!

اس سے پہلے کہ رومیلہ اس کی شان میں اور گن گاتی بیلا نے اسے ٹوکا۔

"اچھا بس بس زیادہ خالص انگریزی جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس سے زیادہ ہینڈ سم تو میرا بھائی ہے۔"

"ہاں! ایک تم بہن اور تمھارا ہینڈ سم بھائی۔۔!

ویسے تمہارا بھائی ہے تو ہینڈ سم۔" رومیلہ نے دانتوں میں ناخن دباتے ہوئے بیلا کو آنکھ ماری۔

تمہارا کوئی حال نہیں ہے۔ بیلا افسوس کرتی رہ گئی۔

"اچھا بتاؤ انٹرن شپ کا کیا سین ہے؟" رومیلہ دوبارہ فون کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"ہاں ابھی کوئی شیڈیول شیئر نہیں ہوا۔ ہو جائے گا پتا نہیں کس ہسپتال میں کرنی ہے۔؟"

اللہ خیر کرے۔ جواب دے کر بیلا پھر اپنے نوٹس بنانے میں لگ گئی۔

●●●●●

وہ تینوں اس وقت سیکریٹ روم میں موجود تھے۔ باسم کے ہاتھ میں فائل تھی۔ جس میں نقاب پوش آدمیوں کی انفارمیشن تھی۔

"یہ چاروں پیشہ ور مجرم، کنٹریکٹ کلر ہیں۔ ان چاروں میں سے ایک ان کا لیڈر رہے چوہدری ابرار۔" زوہان نے سکرین پر چلتی سلائیڈ میں موجود آدمی طرف اشارہ کیا۔

واہ..!نام چوہدری اور کام بے غیرتوں والے۔ خضر نے تبصرہ کیا۔

"لیکن ان چاروں میں سے تین لوگوں حال ہی میں موت ہو چکی ہے۔"زوہان نے مزید بتایا

۔

"اور بچا چوہدری ابرار۔" باسم نے فائنل کا صحفہ پلٹا۔

بالکل صحیح۔!زوہان بولا۔

ان تینوں کی موت کیسے ہوئی؟خضر نے زوہان سے سوال کیا.

"ان کی ڈیڈ باڈیز سڑک کے کنارے کچرے میں ملیں۔عینی شاہدین میں سے کسی نے پہلے لاش دیکھی تھی۔زیادہ انفارمیشن نہیں ملی۔بہت باریکی سے کام کروایا یا پھر یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ مارا ہے۔"زوہان نے جواب دیا۔

"وکٹم کی فیملی کا ہاتھ ہو سکتا ہے اس کے پیچھے۔ظاہر ہے بخاری خاندان کے تین لوگ قتل ہوئے ہیں۔" باسم سوچتے ہوئے بولا۔

لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی یہ کیس ہماری ہی ایجنسی کو کیوں ملا؟خضر نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا۔

Clubb of Quality Content!

"کیونکہ حادثے کے بعد شہریار بخاری کی دیے گئے ایک بیان میں اس نے کہا تھا کہ سعید بخاری کی موت سے سب سے زیادہ فائدہ ملک پارٹی کو پہنچا تھا۔" باسم جگہ سے اٹھا۔

"اس لیے شہریار نے یہ کیس اپنے چیف انکل الیاس سے ریکوسٹ کر کے ہماری ٹیم کو دیا۔ ہو سکتا ہے وہ میرے ڈیڈ کو میرے ذریعے ٹف ٹائم دینا چاہتا ہو۔"!

"چوہدری ابرار اپنے ساتھیوں کے مرنے کے بعد منظر عام سے غائب ہے، لگتا ہے اپنی جان بچانے کے لیے انڈر گراؤنڈ ہو گیا ہے۔" زوہان نے انھیں آگاہ کیا۔

"اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ یہ ایکسیڈنٹ کس کی حکومت میں اور کون کی جگہ پیش آیا۔؟" باسم کے بولتے ہی خضر اور زوہان نے گردن موڑ کر حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ ایکسیڈنٹ تو پانچ سال پہلے ہوا اور اس وقت۔۔! خضر نے بات اُدھوری چھوڑ دی۔

اور اس وقت تو اس حلقے میں تمھارے ڈیڈ کی حکومت تھی۔" زوہان نے خضر کی بات مکمل کی۔

"جانتا ہوں۔" باسم بالوں میں انگلیاں پھرتے ہوئے بولا

اگر اس کیس کا انجام وہی ہوا جو ہم سوچ رہے ہیں تو؟

"تو کیا سچ کے بعد مجرم کو سزا ملے گی پھر چاہے وہ کوئی بھی ہو۔" باسم نے اپنے دل میں ہزاروں دعائیں کی کہ یا اللہ اس کے پیچھے ڈیڈ کا ہاتھ نہ ہو۔ وہ سامنے میز پر ہاتھ رکھے جھکتے ہوئے بولا۔

"میں باسم ملک ہوں اور میں اپنے اصول کسی کے لیے نہیں بدلتا، پھر چاہے سامنے میرا باپ ہی کیوں نہ ہو۔"

"اور ہمیں تم پر اور تمھارے اصولوں پر فخر ہے باسم۔!" زوہان اٹھا اور باسم کا دائیں کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"تم بس آگے بڑھو پیچھے سب کچھ ہم دیکھ لیں گے۔" خضر فوراً بولا وہ کیسے پیچھے رہتا، پھر وہ تینوں ساتھ ہی مسکرا دیے۔

"زندگی میں ایسے دوست ہونا بھی اللہ کی ایک نعمت ہیں." باسم نے دل میں سوچا۔

●●●●●

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ آس پاس سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ ایسے میں اس شخص کی آنکھ کھلی۔ اسے کچھ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسے یاد آیا کہ اسے بیہوشی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کی حالت میں یہاں لایا گیا تھا۔اس پر کسی نے پیچھے سے حملہ کیا تھا۔اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔

"وہ چلایا کوئی ہے ؟مجھے کھولو۔" جانتے بھی ہو کہ میں کون ہوں ؟

اچانک باہر سے کسی نے دروازہ کھولا اور اسنے قدم آگے بڑھائے۔اندر بندھا شخص اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔اس شخص نے آگے بڑھ کے دیوار پر ہاتھ مارا۔کمرہ روشن ہو گیا۔نیچے بندھے شخص نے دیکھا کہ وہ کسی چھوٹے سے کمرے میں بند ہے آس پاس کوئی پرانا کباڑ کا سامان پڑا تھا۔اس کی نظر کمرے سے ہوتے ہوئے سامنے کھڑے شخص پر گئی اور وہ خیران رہ گیا۔

"مجھے پہچانا چوہدری ابرار؟" کھڑا شخص سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

تم ؟کیا چاہئے تمھیں مجھ سے ؟دیکھو تم مجھے جانتے نہیں ہو ؟ابرار غصے سے دھارا۔

"آرام سے۔!یہ مت بھولو کہ تم اس وقت میری قید میں ہو۔تمھارا یہاں سے فرار ہونا، ناممکن ہے۔" وہ شخص ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے بولا۔

"دیکھو تمھارا کام میں نے کر دیا تھا وہ اس کے بدلے تم نے مجھے منھ مانگی قیمت بھی دی تھی۔ اب تمھیں مجھ سے کیا چاہیے ؟" ابرار اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہی تو منھ مانگی قیمت۔! یہی سارا مسئلہ ہے۔ تم جانتے ہو نا تمھارے باقی تین ساتھی مارے گئے ہیں۔ اگر میرا راز کھل گیا تو؟" سامنے بیٹھا شخص ابرار کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔

تمھاری ڈیل مجھ سے ہوئی تھی۔ میں کبھی کسی کو نہیں بتاؤں گا؟ ابرار نے التجا کی۔

"تم پیسے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہو۔ میرا راز کھول بھی سکتے ہو۔ اب تمھارا یہاں سے نکلنا ناممکن ہے۔

منھ بند کر کے بیٹھو۔! تمھارے یہ زور سے چیخنے چلانے سے کچھ نہیں ہو گا۔"

وہ شخص کرسی سے اٹھا باہر کی جانب قدم بڑھائے۔ ساتھ ہی پیچھے مڑ کر ابرار کو دیکھا۔

"ہو بھی سکتا ہے کہ یہ تمھاری زندگی کے آخری دن ہوں۔!" دروازہ کھلا اور دروازہ پھر بند ہو گیا۔

پیچھے بیٹھے ابرار کی آنکھوں میں خوف تھا۔ اسے اپنی ماں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"دیکھنا ابرار جو غلط راستوں کو تو نے چنا ہے اس کا انجام بہت برا ہو گا۔" اس کی ماں مرتے وقت بھی اسے یہی نصیحت کر کے گئی تھی لیکن اس نے گناہ کے راستوں کو نہ چھوڑا۔ وہ اندھیرے میں بیٹھا سوچتا رہ گیا۔

"جب انسان کو اپنی موت قریب محسوس ہوتی ہے تو وہ اپنے ماضی کی طرف نظر دھراتا ہے اور اس وقت اللہ کے سوا کوئی یاد نہیں رہتا۔"

آج بیلا کی انٹرن شپ کا پہلا دن تھا۔ زوہان نے اسے وقت پر ہسپتال چھوڑا۔ رومیلہ اسے ہسپتال کی انٹرینس پر ہی مل گئ۔ آج وہ دونوں پر جوش تھیں کیونکہ پچھلے چار سالوں انھوں نے جو بھی پڑھا اب سے انھیں پریکٹیکلی مریضوں کا معائنہ کرنا تھا۔

پہلا دن ان کا بہت مصروف گزرا۔ انھوں نے مختلف مریضوں کا چیک آپ کیا۔ بیلا ریسیپشن پر کھڑی ہسٹری شیٹ تیار کر رہی تھی۔

اس کے سامنے والے کوریڈور سے شہریار نمودار ہوا۔ زویا اس کے ساتھ نہیں تھی۔ اس کے ساتھ دو سینئر ڈاکٹر اور بھی دو لوگ تھے۔ وہ ہسپتال کے دورے کے لیے آیا ہوا تھا۔ پاس کھڑے لوگ اسے اوپر سے نیچے دیکھ رہے تھے۔ اس کی لگائی پرفیوم لوگوں کی توجہ کھینچ رہی تھی۔

"چلتے چلتے اس کی نظر سامنے لیب کوٹ پہنے لڑکی پر پڑی۔ وہ وہیں رک گیا۔" وہ کسی لڑکی سے باتیں کر رہی تھی۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

جب رومیلہ کی نظر سامنے کھڑے شہریار پر پڑی۔اس کا پورا منھ کھلا رہ گیا۔بیلا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے اتنا بڑا منھ کیوں کھول لیا؟" بیلا نے اسے بازو سے پکڑ کر ہلایا۔

وہ۔۔وہ سامنے۔۔! رومیلہ بمشکل بول پائی۔

"بیلا نے اس کی نظر کا رخ کرتے سامنے دیکھا۔وہ انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔" بیلا نے گردن رومیلہ کی طرف موڑی۔

"کوئی حال نہیں تمھارا۔میں یہ ہسٹری شیٹ دینے جا رہی ہوں۔جب دیکھ کے فارغ ہو جاؤ آ جانا۔" وہ گردن دائیں بائیں ہلاتی وہاں سے نکل گئی۔

ساتھ کھڑے ڈاکٹر نے شہریار کو مخاطب کیا وہ ان کی طرف مڑا اور بات کرتے وہ لفٹ کی جانب بڑھ گئے۔

●●●●●

ہسپتال سے واپسی پر رومیلہ نے اسے گھر ڈراپ کرنا تھا۔رومیلہ کے پاس اپنی گاڑی تھی۔ جب کبھی زوہان کام میں مصروف ہوتا تو رومیلہ اسے گھر ڈراپ کر دیتی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا بیلا میں نے شہر یار بخاری کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا۔" رومیلہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے میلا سے مخاطب تھی۔

"اس میں یقین نہ لینے والی کیا بات ہے۔اور تم ایسے کیوں برتاؤ کررہی ہو جیسے پتہ کون سی مخلوق تم نے دیکھ لی۔" بیلا تپ کے بولی۔

رومیلہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اسی کے گن گا رہی تھی۔اچانک رومیلہ نے بریک لگائی۔اور گاڑی سائیڈ پر پارک کی۔

بیلا کا سر پیچھے سیٹ سے ٹکرایا۔اس کے منھ سے ہلکی سی آہ نکلی۔

"بہن انسانوں کی طرح بریک نہیں لگا سکتی؟ کہیں مر مرا نہ جائیں۔" بیلا غصے سے چلائی۔

"تم نے جانوروں کو کبھی بریک لگاتے دیکھا ہے۔" رومیلہ کیسے پیچھے رہتی۔

پھر وہ دونوں گاڑی سے باہر نکلیں۔پیچھے کسی گاڑی سے شاید بچہ ٹکڑا کر گر گیا۔

وہ دونوں فوراً بچے کی طرف بھاگی۔پیچھے ٹریفک نہیں تھا۔بیلا نے فوراً بچے کو اٹھایا۔وہ کوئی دس سال کا لڑکا تھا۔اس کے ہاتھ میں غبارے تھے۔

"بیٹا تمھیں لگی تو نہیں؟ ٹھیک ہو؟ بیلا اس کے کپڑے صاف کررہی تھی۔" رومیلہ اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

گاڑی میں بیٹھا شخص اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو گھٹنوں کے بل اس بچے کے سامنے بیٹھی تھی۔

وہ کبھی اس بچے کے گال چھوتی، کبھی اس کے ماتھے پر بکھرے بال پیچھے کرتی۔

گاڑی کا دروازہ کھلا اندر سے شہریار بخاری باہر نکلا۔ وہ چلتا ہوا ان کے قریب آکر کھڑا ہوا۔

بیلا نے اسے غصے سے گھورا۔ دھوپ کی وجہ سے اس کی ہنی براؤن آنکھیں چمک رہی تھیں۔

شہریار کی نظر جب بیلا کے چہرے سے ہوتی ہوئی اس کی آنکھوں پر پہنچی وہ وہیں ٹھہر گیا۔

اسے ایک پل کسی اور کی ایسی مہربان آنکھیں یاد آئی تھیں۔ اسے اپنے بائیں جانب سینے کے مقام پر کچھ محسوس ہوا۔ اس سے پہلے بیلا کچھ بولتی۔ وہ بچہ بول پڑا۔

"میری غلطی ہے میں سڑک جلد بازی میں پار کر رہا تھا۔ انھوں نے وقت پر بریک لگالی۔"

بچے نے شہریار کی طرف اشارہ کیا۔

بیلا اٹھی اس نے اپنے پیچھے کھڑی رومیلہ کو مخاطب کیا۔

"جاؤ گاڑی سے فرسٹ ایڈ باکس اور میرا بیگ لاؤ۔' رومیلہ اپنی جگہ کھڑی شہریار کو دیکھ رہی تھی۔ جب اس نے بیلا کی بات کا جواب نہیں دیا۔ بیلا اس کی جانب مڑی اور اسکی بازو پر چٹکی کاٹی۔

رومیلہ کے منھ سے آہ نکلی اور وہ ہوش میں آئی۔

"ہاں۔ہاں۔!لاتی ہوں۔" پھر گاڑی کی طرف مڑی۔

بیلا بچے کو پکڑ کر سائیڈ پر لے آئی۔اس کے دونوں ہتھیلیاں چھیلی ہوئے تھیں۔

رومیلہ نے فرسٹ ایڈ باکس بیلا کو پکڑایا۔بیلا نے بچے کا زخم صاف کیا اور اس پر پٹی باندھی۔

پھر بچے سے غباروں کی قیمت پوچھی اور اس کو بیگ سے پیسے نکال کر دیے۔

بچے نے سارے غبارے بیلا کے ہاتھ میں پکڑائے اور واپس جانے کے لیے مڑا کہ بیلا نے

اسے پیچھے سے آواز لگائی۔

"بیٹا سنو۔! یہ لو میری طرف سے۔" اپنی بازو آگے کر کے غبارے بچے کی طرف بڑھائے۔

بچہ خوشی سے اس کی طرف آیا اور غبارے لے لیے۔کیا نام ہے تمھارا؟ بیلا نے اس سے

پوچھا۔

"شہریار۔۔۔نام ہے میرا۔" بچے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

نام سنتے ہی پیچھے کھڑا شہریار بخاری ساکت رہ گیا۔

"شہریار مطلب حاکم۔اس کا مطلب تم بڑے ہو کر حکمرانی کروگے۔؟"

"بالکل ! صحیح کہا. حکمرانی تو میں کروں گا پر کسی لڑکی کے دل پر." وہ شرماتے ہوئے بولا۔

جواب سن کر وہ ہنس دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بچہ خوشی سے آگے بڑھا اور اپنی بازو بیلا کے گرد لپیٹ لیں۔ بیلا نے اسے پیار کرتے ہوئے الگ کیا اس کے گالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"بہت پیارا نام ہے تمھارا۔" اب دیہان سے جاؤ۔ بچہ واپس مڑ گیا۔

وہ دونوں گاڑی کی طرف واپس مڑیں کہ شہریار نے انھیں روکا۔ وہ بیلا سے مخاطب ہوا۔

"آپ نے بچے کی مدد کی آپ یقیناً ایک اچھی ڈاکٹر بنیں گی۔" شہریار کو سمجھ نہ آیا کہ بات کہاں سے شروع کرے۔

لوگوں پر اپنے الفاظ کا جادو دکھانے والا، شہریار بخاری اس لڑکی کے سامنے بولنے کے لیے الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔

"بے شک اس حادثے کا میرے پیشے سے لین دین ہے لیکن اگر میں ڈاکٹر نہ بھی ہوتی تو اس کی مدد ضرور کرتی۔" بیلا نے دھوپ سے بچنے کے لیے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"اصولاً آپ کو بچے کے پاس جلدی پہنچا چاہیے تھا کیونکہ آپ اس کے زیادہ قریب تھے اور وہ آپ کی گاڑی سے ٹکرایا تھا۔" جواب سن کر شہریار نے گردن جھکائی۔

"اگر ایک انسان نیکی کے کام میں جلدی نہیں کرے گا تو پھر کون کرے گا۔" یہ کہتے ہی وہ دونوں گاڑی میں جا بیٹھی اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔

پیچھے کھڑا شخص سوچتا رہ گیا کہ دکھاوے کے علاوہ اس نے دل سے آخری نیکی کب کی تھی؟

رات کے وقت اگر ہم قریشی ہاؤس کا رُخ کریں تو بیلا، زوہان اور ان کی امی اس وقت کھانا کے میز پر موجود تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے بیلا انھیں اپنی انٹرن شپ کے بارے میں بتا رہی تھی۔

"تم لوگ کھانا ختم کرو پھر مجھے تم دونوں سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" عزرا قریشی نے پانی کا گھونٹ پیا۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ دونوں اس وقت امی کے کمرے میں موجود تھے۔ چائے کی مہک کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔

"بتائیں امی آپ کو کیا بات کرنی ہے؟" چائے کا گھونٹ پیتے ہی زوہان نے امی سے پوچھا۔

"کہیں میرے لیے بھابھی کا بندوبست تو نہیں کر دیا۔" بیلا شرارتی نظروں سے زوہان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ زوہان اسے گھورتا رہ گیا۔

"ہاں شادی کی ہی بات کرنی ہے مگر زوہان نہیں، تمھاری شادی کی۔" امی بیلا کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔

بیلا کی بتیسی کو بریک لگ گئی اور وہ آنکھیں پھاڑے امی کو دیکھ رہی تھی جبکہ زوہان ہنس دیا۔

"میری شادی کہاں سے آگئی امی. !ابھی تو میری پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی۔" بیلا معصومانہ انداز میں بولی۔

"تو تم اپنی پڑھائی مکمل کرو ابھی صرف نکاح کرنا ہے رخصتی بعد میں کرالیں گے۔" امی نے انھیں آگاہ کیا۔

وہ سب ٹھیک ہے امی مگر پتا تو چلے لڑکا کون ہے، کیا کرتا ہے؟ زوہان نے پہلو بدلا۔

"بیٹا اسی سلسلے میں وہ آنا چاہتے ہیں۔ تم لوگوں سے پوچھ کے میں انہیں جواب دوں گی۔"

بیلا تم کیا چاہتی ہو؟ زوہان بیلا سے مخاطب ہوا۔

"بھائی مجھے کیا اعتراض ہوگا۔ میری پڑھائی اور بعد میں جاب کی ریکوئسٹ ہے۔"

"تم فکر مت کرو سب تمھاری رضامندی کے بعد ہی ہوگا۔" زوہان نے اس کر سر پر ہاتھ رکھا اور امی کو مخاطب کیا۔

امی آپ انھیں اس اتوار کو بلالیں۔ باقی سب کچھ میں دیکھ لوں گا۔ پھر جو آگے اللہ کی مرضی۔

●●●●●

آج بہت دنوں بعد ایمن بیلا کے گھر آئی تھی۔ وہ دونوں اس وقت بیلا کے کمرے میں موجود تھیں۔ بیلا الماری میں کپڑے رکھ رہی تھی جبکہ ایمن موبائل کے ساتھ لگی تھی۔

"کیسے ہوئے تمھارے پیپرز ؟" بیلا نے ایمن کو مخاطب کیا۔

اچھے ہو گئے آپی۔ الحمد للہ ! آپ بتائیں آپ کی انٹرن شپ کب شروع ہوئی اور کہاں کر رہی ہیں ؟ایمن نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

" پچھلے ویک سے شروع ہوئی ہے، بخاری ہسپتال میں۔" بیلا الماری بند کرتے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

ہمم ۔۔ صحیح ! ایمن نے موبائل بند کر کے سائیڈ پر رکھا۔

"کیا بات ہے ایمن ؟ تم مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔" بیلا نے جانچتی نظروں سے ایمن کو دیکھا۔

"آپ کو پتا ہے آپی اگر میں اپنا پچھلے سال کا یہ وقت، اس سال سے ابھی کمپیئر کروں تو الحمد للہ ! میں اب اللہ کے زیادہ قریب ہوں۔

اگر کوئی چیز مجھ سے چھوٹی ہے تو وہ میری دوستیں ہیں۔ وہ اب مجھ سے بات نہیں کرتیں۔ اپنی خوشیوں میں مجھے اب شریک نہیں کرتی وہ کہتی ہیں تم بدل گئی ہو۔ تم نے اپنی ڈریسنگ بدل لی ہے، تم اب سر پر حجاب لیتی ہو۔ ہمارے ساتھ تم اب سوٹ نہیں کرتی۔ یعنی جب تک میں انھیں گفٹ اور ٹریٹ دیتی تھی تب میں اچھی تھی۔ اب میں نے فضول خرچی چھوڑ دی تو میں بے فضول ہو گئی۔" ایمن گردن نیچے کیے بول رہی تھی۔

بیلا نے اسے دیکھا۔اس کا چہرہ جامنی رنگ کے حجاب میں بہت پیارا اور معصوم لگ رہا تھا۔

"بلاشبہ ایمن اسے حجاب میں بہت پیاری لگتی تھی۔" بیلا نے بولنا شروع کیا۔

"ایمن سب سے پہلے تم اپنا سر اوپر کرو۔مجھے تم پر فخر ہے۔تم نے اپنے رب کے لیے خود کو بدلا۔"

"اللہ جب کسی انسان کو اپنے لیے چنتے ہیں وہ اسے ہدایت دیتے ہیں۔اللہ اس انسان کے سامنے ان لوگوں کی اصلیت لاتے ہیں جن سے وہ محبت کرتا ہے تاکہ اللہ اپنے بندے کا دل اپنی محبت کے لیے خالص کر دیں۔" پھر بیلا نے سورۃ العنکبوت کی آیت کا ترجمہ اسے سنایا۔

"کیا لوگوں کو صرف اس بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں گے ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہیں ہو گی۔"

ساتھ ہی بیلا نے سورۃ البقرہ کی آیت کا ترجمہ پڑھا۔

"ہم ضرور بالضرور تمھیں آزمائیں گے تھوڑے سے خوف سے، بھوک سے اور جان اور مال میں نقصان کے ذریعے اور پھر صبر کرنے والوں کے لیے بشارت ہے۔"

ایمن یہ تمھاری آزمائش بھی ہے اگر تم سے لوگ الگ ہو گئے تم نے یہ نہیں سوچنا کہ تمھاری دوستیں نے تمھیں تمھاری وجہ سے چھوڑا۔

"نہیں! بلکہ ان کی دوستی صرف مطلب کی تھی۔ تمھیں اللہ کا شکر ادا کرنا ہے کہ تمھارے سامنے حقیقت کھلی۔" بیلا سمجھ سکتی تھی کہ ایمن کے ساتھ ایسا پہلی بار ہو رہا ہے۔اسی لیے وہ پریشان ہے۔

"شیطان بعض دفعہ انسان کے دل میں وسوسے ڈال دیتا ہے پر ایمان والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ شکوے کی بجائے صبر اور اللہ کا شکر کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ پریشانی کے بدلے اللہ ان کے گناہ معاف کرتا ہے۔"

ایمن یاد رکھو کہ "اللہ کو ہماری ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں اللہ کی ضرورت ہے۔ ورنہ اگر تم، میں اور باقی لوگ اللہ کی عبادت نہ کریں اللہ کو فرق نہیں پڑتا۔ ہمارے عبادت نہ کرنے سے اس کی شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی بے شک اللہ کے فرشتے ہی اس کی عبادت کے لیے کافی ہیں۔ لیکن اللہ ہمیں مہلت دیتا ہے کہ ہم اس کی طرف پلٹ آئیں۔اس کی رحمت اس کے غضب پہ حاوی ہے۔" وہ بولتے بولتے چپ ہوئی۔

شکریہ بیلا آپی۔! آپ بہت اچھا بولتی ہیں۔ آپ بہت لکی ہیں آپ کو اپنے دین کے بارے میں اتنا کچھ معلوم ہے۔ آپ بہت اسٹرانگ ہیں۔ ایمن نے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسی بات سن کر بیلا کی آنکھوں کے سامنے ماضی کی یادیں گزر گئیں۔

"میں بھی کل اسی جگہ پر تھی یہاں آج تم ہو اور شاہد ہر کوئی اپنی زندگی میں اس وقت سے گزرتا ہے۔ایک وقت تھا میں بھی اللہ سے بہت دور تھی۔پر کسی کی نصیحت نے مجھے بچا لیا۔ جیسے فجر کے وقت آنکھ کھلنے پر انسان ایک لمحے کے اندر اپنے نفس کو دبا کر اگر نماز کے لیے آٹھ جاتا ہے، تو وہ اپنے رب کو پا لیتا ہے۔بس اسی طرح میرے لیے بھی سب کچھ ایک لمحے کے اندر بدل گیا۔پھر میں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔بالکل ویسے ہی جیسے پہلی بار جب تم نے مجھ سے صراط المستقیم کے بارے میں پوچھا تھا۔میری اس وقت کے بعد ایک ہی کوشش رہی ہے کہ میں اپنا دین اور دنیا برابر لے کر چلوں۔"

"انسان بس کوشش کرتا ہے اللہ راستہ کھول دیتا ہے۔"

ایمن پر نظر پڑتے ہی بیلا مسکرا دی۔

آپی مجھے ایک چیز کی بہت خوشی ہے کہ جب میں نے نمازیں پڑھنا شروع کیں میرے ساتھ ساتھ حسن نے بھی نماز کی پابندی شروع کر دی۔وہ مجھ سے نماز کے احکام وغیرہ کے بارے میں سوال کرتا رہتا ہے۔بچے بڑوں سے ہی سیکھتے ہیں۔اللہ کا شکر ہے کہ میں بھی دین کے معاملے میں کسی کے کام آئی۔

لوگ کھو جائیں یہ خسارہ نہیں

رب کھو جائے تو حاصل شدہ سب بے معنی ہے۔

●●●●●

آج اتوار کا دن تھا۔ باسم اس وقت ملک ولا میں موجود تھا۔ منیبہ ملک نے اسے فون کر کے بتایا تھا کہ آج انہوں نے لڑکی والوں کے گھر جانا ہے۔ اپنی ماں سے وعدے کے مطابق وہ وقت سے پہلے گھر موجود پر موجود تھا۔ وہ تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر نکلا۔

باسم نے سیاہ رنگ کی قمیض شلوار کے نیچے سیاہ رنگ کے لوفرز پہنے تھے۔ موسم کی مناسبت سے گلے میں دونوں طرف سے آگے آتی سفید چادر ڈالی ہوئی تھی۔ اس کے سیاہ بال معمول کے مطابق جیل لگا کر پیچھے کیے ہوئے تھے۔ دیسی اسٹائل اس پر سوٹ کر رہا تھا۔ کمبخت سے کوئی پوچھتا کہ سیاہ رنگ اس پر اتنا کیوں جچتا ہے؟

وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ خضر اور زوہان کو بات پکی ہونے کے بعد ہی بتائے گا۔ ہال میں آتے اس نے مام کو آواز دی۔

سامنے افتخار ملک صوفے پر بیٹھے اپنے موبائل میں مصروف تھے۔ باسم کے آتے انھوں نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ وہ دیکھنے میں ان کی طرح لگتا تھا۔

"کب نکل رہے ہو تم لوگ؟" انھوں نے باسم کو مخاطب کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باسم نے دیکھا آج افتخار ملک اس سے بڑے مختلف انداز میں بات کر رہے تھے۔

"جی ڈیڈ مام آجائیں پھر نکلتے ہیں۔" باسم نے بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

افتخار کی اس سلسلے میں منیبہ سے بات ہو چکی تھی۔انھوں نے آج کام کے سلسلے میں دوسرے شہر جانا تھا وہ ان کے ساتھ نہیں جا رہے تھے۔افتخار اور منیبہ کے درمیان شروع سے ہی طے ہوا تھا کہ باسم کی شادی منیبہ کی مرضی سے ہوگی۔افتخار کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ بس باسم کو سیاست میں لانے کی دلچسپی رکھتے تھے۔

منیبہ ہال میں داخل ہوئیں وہ بالکل تیار تھیں اور خوش تھیں۔ چلیں باسم؟

جی مام۔! ساتھ ہی وہ گاڑی نکالنے کے لیے نکل گیا۔

پیچھے منیبہ افتخار سے واپسی کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

قریشی ہاؤس میں بیلا اس وقت کتابوں میں سر دیے اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ باہر سے زوہان اور امی کی آوازیں آ رہی تھیں۔امی مہمانوں کے استقبال کی تیاری میں مشغول تھیں اور بہت خوش نظر آ رہی تھیں۔زوہان نے بیلا کے کمرے کا رخ کیا۔دروازے پر دستک دی اور اندر داخل ہوا۔

بیلا نے کتابوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آگ ۓ مہمان ؟اس نے زوہان سے پوچھا

"نہیں آنے والے ہیں۔ ویسے امی بہت خوش نظر آ رہی ہیں۔" زوہان نے اسے بتایا۔

" جانتی ہوں بھائی۔ ! وہ سچ میں بہت خوش ہیں۔ ابو کے جانے کے بعد امی نے پہلی بار اپنی

کوئی خواہش ظاہر کی۔" بیلا بولی۔

ہمم... تم نے صحیح کہا ! چلو اللہ خیر کریں۔

" اچھا میری بات سنو کل میں تمھیں شاہد ہسپتال پک نہ کر سکوں ایجنسی میں کام ہے۔ تم اس

طرح کرنا۔۔" زوہان کی بات اُدھوری رہ گئ۔

" بھائی میں رومیلہ کے ساتھ واپس آجاؤں گی۔ وہ مجھے ڈراپ کر دے گی۔" بیلا فورا بولی

ٹھیک ہے دیہان رکھنا۔۔ !

دروازے کی گھنٹی بجی۔ زوہان کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مام آپ شوٗر ہیں کہ یہی گھر ہے؟" دروازے کے باہر کھڑے باسم نے پوچھا۔

ہاں ! بیٹا یہی گھر ہے۔ منیبہ نے اس تسلی دی۔

اندر زوہان دروازہ کھولنے کے لیے آگے بڑھا پیچھے سے امی نے اسے روکا۔

رکو۔ ! زوہان میں کھولتی ہوں وہ آگے بڑھیں اور دروازہ کھولا۔

سامنے منیبہ ملک کھڑی تھیں وہ آہستہ قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئیں۔

باسم ابھی باہر کھڑا تھا وہ صرف دروازے پر کھڑی خاتون کو دیکھ سکتا تھا جو اس کی ماں کے سامنے کھڑی تھیں۔ جبکہ اندر دور کھڑے زوہان کو صرف منیبہ نظر آ رہی تھیں۔

"ان دو خواتین کی نظریں ملیں۔پل بھر کے لیے سب کچھ رک گیا۔وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ان کی آنکھوں میں نمی کے علاوہ سالوں کی جدائی تھی۔" پیچھے کھڑے زوہان اور باسم یہ سب دیکھ رہے تھے۔اچانک وہ دونوں آگے بڑھی اور ایک دوسرے کو گلے لگا لیا۔

ان کے آنسو بہہ رہے تھے لیکن وہ دونوں کچھ بول نہیں رہی تھیں۔وہ روتے ہوئے ایک دوسرے سے الگ ہوئیں۔

منیبہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا ساتھ ہی باسم اندر داخل ہوا۔

پیچھے کھڑا زوہان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔جیسے ہی اس کی نظر اس شخص کے پاؤں سے ہوتی ہوئی اس کے چہرے پر رکی وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔

باسم نے عزرا کے سامنے جھکتے ہوئے سلام کیا۔انھوں نے جواب دیتے ہوئے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جیسے ہی وہ سیدھا ہوا اس کی نظر سامنے کھڑے زوہان پر پڑی۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ دونوں کی نظریں ملیں پھو وہ حیرت سے مسکرا دیے۔

زوہان نے قدم آگے بڑھائے اور چلتا ہوا منیبہ کے سامنے آیا۔ ان سے ملنے کے بعد وہ باسم کی طرف مڑا۔

دونوں نے مصافحہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ وہ دونوں حیران بھی تھے اور ہنس بھی رہے تھے۔

پیچھے کھڑی خواتین انھیں تعجب سے دیکھ رہی تھیں۔ "کیا تم ایک دوسرے کو جانتے ہو؟"

منیبہ اور عزرا انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم ایجنسی میں ایک ہی ٹیم ہیں اور اچھے دوست بھی ہیں۔" ان کے اعتراف اور اس اتفاق پر حیران ہونے کی باری اب ان دونوں خواتین کی تھی۔

●●●●●

ہاشمی صاحب اور محمد قریشی کی سالوں کی بہت پکی دوستی تھی۔ وہ دونوں اس دوستی کو رشتہ داری میں بدلنا چاہتے تھے۔ جس کے نتیجے میں انھوں نے اپنے بچوں کی شادیاں آپس میں طے

کیں۔قریشی صاحب کی فیملی میں ان کی بیگم نور جہاں اور ان کے دو بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام داؤد قریشی تھا اور چھوٹے بیٹے کا نام منسور قریشی تھا۔

ہاشمی صاحب کی دو بیٹیاں تھیں۔عزرا ہاشمی اور منیبہ ہاشمی۔ان کی بیگم عابدہ ہاشمی منیبہ کے بچپن ہی وفات پا گئی تھیں۔

عزرا کی شادی داؤد قریشی سے ہوئی۔دونوں خاندان بہت خوش تھے۔منسور قریشی کی منگنی منیبہ کے ساتھ طے ہوئی۔شروع شروع میں سب ٹھیک تھا۔ایک دن منسور قریشی نے منیبہ سے شادی کرنے کے لیے انکار کر دیا وجہ یہ تھی کہ وہ کسی اور سے شادی کرنا چاہتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

منسور قریشی کے اس انکار نے دونوں خاندانوں کے درمیان دوری پیدا کر دی۔ہاشمی صاحب کا کہنا تھا اگر منسور قریشی کو شادی نہیں کرنی تھی تو پہلے انکار کر دیتا۔میری بیٹی کے اتنے اچھے رشتے میں نے ٹھکرا دیے صرف اس لیے کیونکہ میں نے محمد قریشی کو زبان دی تھی۔

ان کی بات سن کر محمد قریشی بہت شرمندہ ہوئے۔انھوں نے منسور کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانے۔اپنی سالوں کی دوستی بچانے کے لیے محمد قریشی نے منسور کو گھر سے نکال دیا۔

ہاشمی صاحب کی ناراضگی پھر بھی ختم نہ ہوئی۔ان کے لیے کسی کو زبان دینے کی قیمت جان دینے کے برابر تھی۔انھوں نے قریشی خاندان سے تمام تعلقات ختم کر لیے۔عزرا اس وقت حاملہ تھیں وہ اپنا گھر اور شوہر نہیں چھوڑ سکتی تھیں۔منیبہ اور عزرا میں بہت پیار تھا اس واقعے کے بعد ان کا ملنا جلنا بند ہو گیا لیکن وہ ایک دوسرے سے فون پر رابطے میں رہتی تھیں۔داؤد قریشی کو کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ وہ ہاشمی صاحب سے معافی بھی مانگنے گ ئے مگر معافی نہیں ملی۔

منیبہ کے شادی ہاشمی صاحب نے افتخار ملک سے کر دی۔افتخار ملک منیبہ کے لیے ایک اچھے ہمسفر ثابت ہوئے مگر ان کی پالیٹکس کی دنیا جھوٹ کرپشن اور حرام سے بھری تھی۔شروع شروع میں منیبہ انہیں سمجھاتی تھی لیکن افتخار کا کہنا تھا کہ ان کاموں کے بغیر پالیکٹش میں کامیابی نہیں ملتی۔پھر منیبہ نے افتخار کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

نورجہاں کی وفات کے بعد داؤد قریشی اور عزرا قریشی کے ہاں پہلے بچے کی پیدائش ہوئی جس کا نام زوہان قریشی رکھا گیا۔وقت گزرتا گیا محمد قریشی کی وفات کے بعد داؤد قریشی پر بزنس کی ذمے داری آ گئ۔انکا کنسٹرکشن کا بزنس تھا۔داؤد قریشی کو ایک بڑی ڈیل ہارنے کی وجہ سے

ان کا بزنس بیچنا پڑا پر انھوں نے منسور قریشی کو اس کے حصے کی رقم ادا کی۔ اس کے بعد داؤد قریشی اپنی فیملی کے ساتھ اپنے آبائی گھر قریشی ہاؤس میں شفٹ ہو گئے۔

منیبہ کے ہاں جب پہلے بچے کی پیدائش ہوئی انھوں نے اس کا نام باسم ملک رکھا۔ منیبہ نے بہت کوشش کی مگر ہاشمی صاحب قریشی خاندان سے کوئی رابطہ رکھنے کو تیار نہ تھے۔ وہ عزرا سے ملنا چاہتی تھیں پر باپ کی ناراضگی نہیں اپنا چاہتی تھیں۔

اس کے بعد مہینے سالوں میں گزرے گئے۔ عزرا کے دوسرے بچے کی خوشخبری سن کر منیبہ اور عزرا کے درمیان طے ہوا کہ اگر بیٹی ہوئی اس کی شادی باسم سے ہو گی۔ دونوں بہنوں نے یہ بات اپنے شوہروں کو بھی بتائی۔ داؤد قریشی اور افتخار ملک کو اس پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

عزرا قریشی اور داؤد قریشی کے گھر بیٹی کی پیدائش ہوئی۔ یہ خوشخبری سن کر منیبہ بہت خوش تھیں۔ ہاشمی صاحب کی وفات کے بعد ان دونوں بہنوں کے درمیان رابطہ بہت کم ہو گیا۔ دونوں اپنی زندگی میں مصروف ہو گئیں۔ لیکن ان کے درمیان طے رشتہ انھیں سالوں بعد پھر قریب لے آیا۔

Clubb of Quality Content

منسور قریشی کو گھر سے نکالے جانے کے بعد ان کے دل میں اپنے بھائی اور باپ کے لیے نفرت اور بھی بڑھ گئی۔ وہ بچپن ہی سے داؤد قریشی کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کے والد محمد قریشی داؤد کو منسور پر زیادہ فوقیت دیتے تھے۔ محمد قریشی کی ساری پلاننگ داؤد کے لیے تھی کہ انھیں جس طرح لائف سیٹ کرنی ہے۔ منسور کے حوالے سے ان کے لیے کوئی پلاننگ نہیں تھی وہ کہتے تھے تمھیں جو کرنا ہے تم کر سکتے ہو۔ محمد قریشی نے منسور کی زندگی پر بھی بہت پیسہ خرچ کیا لیکن توجہ نہ ملنے کی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ منسور قریشی کے دل میں بھائی اور باپ کے لیے نفرت پیدا ہو گئی۔

" کبھی کبھی ماں باپ واقع اپنے بچوں کے ساتھ زیادتیاں کر جاتے ہیں خاص کر تب جب وہ اپنے ایک بچے کو دوسرے کے مقابلے میں زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ ایسے بچوں کے دل کم عمر میں ہی خالی ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ کسی کی محبت سے نہیں بڑھتے۔ ایسے بچوں کی منفی سوچ ان کی مثبت سوچ پر حاوی ہو جاتی ہے۔ کچھ بچے اپنے آپ کو منفی سوچ سے بچا پاتے ہیں۔ ورنہ کچھ تو نفرت کی زندگی گزار کر شیطان کے راستے پر نکل پڑتے ہیں۔ "

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کے وقت بیلا اور زوہان اس وقت ٹیرس پر کھڑے چائے پی رہے تھے۔امی سونے کے لیے جا چکی تھیں۔ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔بیلا نے گرم چادر کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی اور ساتھ اونی ٹوپی پہنے اس کے بال ہوا میں اڑ رہے تھے جبکہ ساتھ کھڑا زوہان کالی ہوڈی پہنے کسی سوچ میں گم تھا۔

"بھائی! اتنی سردی میں ہم یہاں کیوں کھڑے ہیں؟" بیلا نے اسے ہلکی سی کہنی ماری۔

زوہان اپنی سوچ سے باہر نکلا اور بیلا کی جانب مڑا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا بیلا کہ باسم ہمارا کزن ہے۔! اتنے سالوں کی ہماری دوستی ہے یہ حقیقت میرے لیے بڑی حیران کن ہے۔" زوہان نے بولتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

"ہاں! بھائی یہ تو ہے۔لیکن کہتے ہیں نا کہ ہر راز کھلنے کا ایک وقت ہوتا ہے۔ہم سب کی بہتری شاید اسی میں تھی۔" ساتھ ہی بیلا اندر زوہان کے کمرے کی جانب بڑھی۔وہ بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوا۔

ویسے یہ آپ کا دوست کیسے مزاج کا انسان ہے؟ بیلا صوفے پر پاؤں اوپر کیے بیٹھ گئی۔زوہان اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"دیکھو بیلا میں تمھیں اپنے دل کی بات بتاتا ہوں۔شروع میں جب امی نے تمھارے رشتے کی بات کی مجھے ٹینشن تھی کہ لڑکا کیسا ہو گا؟مالی طور پر جیسا بھی ہو لیکن اخلاقی طور پر کیسا ہو گا؟ تمھارے مزاج کا ہو گا یا نہیں۔میں نے پوری پلاننگ بھی کی تھی کہ میں اس کی چھان بین اپنے طریقے سے کرواؤں گا؟

لیکن جب میں نے جب آج باسم کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا سچ کہوں میری جان کو قرار آیا اور اللہ کا شکر گزار ہوں کہ وہ لڑکا باسم ہے۔اس سے اچھا انسان مجھے تمھارے لیے کوئی اور نہیں مل سکتا۔"وہ رکا اور پھر بولنا شروع کیا۔

اس میں اور تم میں بہت چیزیں کامن ہیں۔بیلا اس کی بات غور سے سن رہی تھی۔

"یاد ہے بیلا تمھیں میں نے ایک بار کہا تھا کہ اگر تمھارا کوئی میل ورژن ہوتا تو وہ میرا ایک دوست ہے وہ ہوتا۔وہ باسم ہی تھا۔"

زوہان کی بات سن کر بیلا کو سچ میں شاک لگا۔

امی کو میں باسم کے لیے ہاں ہی کروں گا پہلے اب تم مجھے بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟

"بھائی آپ مجھے اچھے سے جانتے ہیں میری نیچر، میرا مزاج تو اگر آپ کو آپ کا دوست اپنی بہن کے لیے بہترین لگ رہا تو انشاءاللہ ! سب ٹھیک ہو گا۔" مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے سوائے۔۔۔

ہاں مجھے پتا ہے تمھاری پڑھائی۔۔۔ زوہان نے بیلا کی بات مکمل کی۔ وہ اسے فکر مندی سے دیکھ رہا تھا۔

بھائی آپ پر شان مت ہوں۔ بیلا نے اسے تسلی دی۔

"جو اللہ ہمیں یہاں تک لایا ہے وہ آگے بھی لے جائے گا۔"

●●●●●

زویا عینک لگائے اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی کچھ فائلیں اٹھائے مصروف دکھائی دے رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ بجا۔

آجائیں بھائی۔ ساتھ ہی شہریار اندر داخل ہوا۔ نائیٹ سوٹ پہنے ہاتھ میں موبائل اٹھائے وہ چلتا ہوا آیا اور بیڈ کے سامنے رکھے کاؤچ پر بیٹھ گیا۔

کیا ہوا؟ وہ شہریار کا چہرہ دیکھ رہی تھی جو تھوڑی دیر پہلے ایسے لٹکا نہیں تھا۔

کچھ دیر پہلے باہر بیٹھ کر انھوں نے جون ئے پروجیکٹ کراچی میں شروع کروائے ان کے کنٹریکٹ اور باقی تفصیل کے لیے وزراء کے ساتھ آنلائن میٹینگ کی۔اس کے بعد زویا اپنے کمرے میں آ گئ۔

زویا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔شہریار سوچ رہا تھا کہ وہ اسے بتائے ؟ یا نہ بتائے ؟ پھر اس نے بولنا شروع کیا۔

"میں نے آج ہسپتال میں ایک لڑکی کو دیکھا۔میں نے اس سے بات کی۔" وہ۔

ہاہاہا۔۔!! ساتھ ہی زویا کا قہقہ بلند ہوا۔شہریار اسے گھورتا رہ گیا۔زویا نے بولنا شروع کیا۔

"کیا بھائی ؟ آپ نے کب سے لڑکیوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔اور بات ؟" ہاہاہا..!!

"شٹ اپ زویا۔!" شہریار اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔اب بس کرو گی۔

زویا نے اپنی ہنسی کو بریک لگائی۔اچھا اچھا اب نہیں ہنستی آگے بولیں۔

"میں اس لیے تمھیں بتا رہا ہوں اس کو دیکھ کر مجھے مام کی یاد آ گئ۔" اس کی آنکھوں بالکل ان کی طرح ہیں۔وہ سیریس دکھائی دے رہا تھا۔

بھائی۔۔! زویا اس کی بات سن کر دکھی سی بولی۔زوہان کی آنکھوں میں نمی تھی۔اس نے زویا کو پوری بات بتائی۔

زویا جب میں نے اسے بولا کہ وہ اچھی ڈاکٹر بننے گی۔اس نے مجھے کہا کہ اصولا مجھے اس بچے کے پاس پہلے پہنچنا چاہیے تھا۔اور جانتی ہو اس نے مجھے کیا کہا؟

اگر ایک انسان۔۔! شہریار چپ ہو گیا۔

"اگر ایک انسان نیکی کے کام میں جلدی نہیں کرے گا تو کون کرے گا۔" زویا نے اس کی بات مکمل کی۔ان کی مما بھی تو انھیں یہی کہتی تھیں۔

وہ دونوں بہن بھائی خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔جن کا دکھ سانجھا تھا انھوں نے کم عمری میں ہی اپنی فیملی کو کھو دیا۔رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی۔

●●●●●

باسم ملک ولا میں اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔اس کی نظریں اوپر چھت پر ٹکی تھیں۔وہ آج ہوئے واقع کے بارے میں سوچ رہا تھا۔دروازہ بجا باسم سیدھا ہو کر بیٹھا۔

جی مام! آجائیں۔منیبہ کمرے میں داخل ہوئیں اور باسم کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے تمھاری؟" انھوں نے باسم سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی! طبیعت تو ٹھیک ہے بس آج جو ہوا اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

آپ نے کبھی اس بارے میں بتایا ہی نہیں۔! خیرت مجھے اس بات پر ہے کہ زوہان میرا دوست، میری خالہ کا بیٹا۔۔۔! وہ بولتے بولتے چپ ہوا۔

"بیٹا تمھاری خالہ سے میرا رابطہ بہت عرصے نہیں ہوا لیکن تمھاری بات میں نے تمھارے بچپن میں ہی طے کر دی تھی۔اب تم مجھے بتاؤ تمھارا کیا فیصلہ ہے؟"منیبہ باسم کو بہت امید سے دیکھ رہی تھیں۔

"مام! آپ سے کیے گئے وعدے کے مطابق میں شادی وہیں کروں گا۔ہاں شاید میں بچنے کے لیے کوئی بہانے بنا لیتا لیکن اب وہ لڑکی آپ کی بھانجی ہے اور مجھے اس لیے تسلی ہے کیونکہ وہ زوہان کی بہن بھی ہے۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

باسم کی بات سن کر منیبہ کو تسلی ہوئی۔"تمھارے ڈیڈ سے ڈسکس کر کے اگلے مہینے میں نکاح کی ڈیٹ فائنل کر کے میں نے عزرا کو انفارم کر دیا ہے۔"

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے مام۔باسم نے انھیں جواب دیا۔اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔

اب ہم نے شاپنگ شروع کرنی ہے اور مجھے کوئی بہانا نہیں چاہیے۔"

میں تمھارے لیے چائے بھجواتی ہوں ساتھ ہی منیبہ اٹھیں اور کمرے سے باہر نکل گئیں۔

ہیلو۔! باسم نے کال ریسیو کی۔

"ہیلو! ہونے والے بہنوئی صاحب" زوہان نے اسے چھیڑا۔

"بیٹا تو سالہ بن کر بھی مجھ سے مار ہی کھائے گا۔" باسم کیسے پیچھے رہتا۔

تم۔ٹھیک ہو نا باسم؟ زوہان اس کے لیے فکر مند تھا۔

"سچ بتاؤں تو دل کو تسلی ہے کہ مام کی پسندیدہ لڑکی تمھاری بہن ہے۔ورنہ یہ لڑکیاں کہاں سمجھ آتی ہیں پتا نہیں کس سے میری شادی ہو جاتی۔" اللہ نے میرے لیے آسانی کر دی۔

باسم سیدھا ہو کر بیٹھا۔

ویسے تم نے ہمیں کبھی بتایا ہی نہیں کہ تمھارے گھر والے تمھاری شادی پلان کر رہے ہیں اور تم اتنی آسانی سے کیسے مان گئے؟ زوہان نے پوچھا۔

مام نے مجھ سے کچھ مہینے پہلے ہی بات کی تھی کہ انھوں نے میرے لیے لڑکی پسند کر رکھی ہے۔گھر میں میری اور ڈیڈ کی تکرار کی وجہ سے ویسے بھی مام پریشان رہتی تھیں۔ان کے لیے میں نے ہاں کر دی۔ویسے بھی ایک نا ایک دن شادی تو کرنی تھی۔باسم خاموش ہوا۔

"اب یہ خبر ہمیں خضر کو سنانی ہے۔" زوہان ہنستے ہوئے بولا۔

"ہاں دیکھنا تم کیسے ڈرامے کرے گا خضر۔"

ایجنسی میں معمول کے مطابق سب لوگ اپنے کام میں مصروف تھے۔ خضر آفس کے دروازے کے باہر دائیں بائیں چکر لگا رہا تھا۔ ہاتھ میں پکڑے موبائل پر اس نے کوئی نمبر ڈائل کیا اور کان کے ساتھ لگایا۔ آگے سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ ابھی وہ مڑا کی کہ سامنے سے باسم اور زوہان چلتے ہوئے اس کی طرف آئے۔

"چلو اندر چل کے بات کریں۔" خضر غصے سے آفس میں داخل ہوا۔ پیچھے باسم اور زوہان کی دبی دبی ہنسی نکلی اور وہ دونوں اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔

"تم دونوں مجھے بتائے بغیر کل سے کہاں غائب ہو؟" خضر دونوں ہاتھ کمر پر رکھے انھیں گھور رہا تھا۔

"وہ گھر میں ایک کام تھا، بہن کے سلسلے میں کچھ لوگ آئے تھے اس لیے مصروف تھا۔" زوہان نے معصومیت سے جواب دیا۔

ہمم۔۔! کوئی بات نہیں۔" تمھیں معاف کیا۔ اللہ ہماری بہن کے نصیب اچھے کرے۔" خضر نے کندھے چوڑے کرتے ہوئے زوہان کو بخش دیا۔

پر مٹھائی کہاں ہے؟

"وہ تو اب یہ کھلائے گا۔" زوہان نے ہنستے ہوئے باسم کی طرف اشارہ کیا۔

کیوں؟" کہیں میرے پیچھے کوئی گرل فرنڈ تو نہیں بنالی تم نے؟" خضر باسم کو دکھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

استغفراللہ! کیا بک رہے ہو میں ان حرام کاموں میں نہیں پڑتا۔ باسم تپ کر بولا

"وہ مام کے کہنے پر کل ہم گئے تھے کسی کے گھر.." باسم کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی خضر ڈرامائی انداز میں کرسی پر گرا۔

"کیا کہا تم نے۔۔! تم نے کہا تھا پہلے میں شیروانی پہنوں گا پھر تمھاری باری۔" خضر کا ڈرامہ شروع ہو چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ارے دونوں ساتھ پہن لینا. ایک ہی دن، باسم کی شادی پر۔! زوہان نے حل پیش کیا۔

"ہمم تم سمجھ دار آدمی ہو ورنہ یہ تو مجھے کسی دن ہارٹ اٹیک دے کر مارے گا۔" خضر ایک دم کرسی سے اٹھا۔

اچھا بتاؤ تو ہونے والی بھابھی کون ہیں؟ میرا مطلب ہے تم سریل کو کس نے پسند کرلیا؟

شٹ اپ خضر!" تم بھی تو ابھی تک کوارے گھوم رہے ہو۔" باسم نے خضر کی دکھتی رگ کو چھیڑا اور ساتھ ہی زوہان کو آنکھ ماری۔

ہاں ہاں۔۔!اس کی وجہ بھی تم ہو،ہر وقت آرڈر۔خضر باسم پر پوری جان لگا کر دھارا۔

"خضر!یہ اکاؤنٹ دیکھو اس کی کنڈلی نکالو،یہ فوٹیج چیک کرو کبھی کیا تو کبھی کیا؟کہاں سے لاؤں لڑکی؟

کیا اس کو بھی ہیک کر کے انسٹال کر لوں؟"

ہاہاہا۔۔!!زوہان کا قہقہہ بلند ہوا۔اس نے باسم کو دیکھا۔

"کیوں ستا رہے ہو،بے چارے کو بتا بھی دو؟"

زوہان نے خضر کو پکڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھایا اور بولا۔"اب تحمل سے بیٹھو اور ہماری بات سنو۔"

انھوں نے خضر کو پوری بات بتائی۔خضر خیرت سے منھ کھولے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے تو چکر آ رہے ہیں۔!اتنا بڑا اتفاق اور تم دونوں کزنز نکلے۔"خضر سیریس موڈ میں چلا گیا۔

ہمیں بھی حیرانگی ہوئی لیکن یہی سچ ہے۔اور ہم دونوں بے شک کزنز ہیں۔۔!باسم نے ان دونوں کی طرف باری باری دیکھا۔

"لیکن اس سے پہلے باسم،زوہان اور خضر تینوں بھائی ہیں۔"

کون کہتا ہے کہ وفا صرف خون کے رشتوں میں ہوتی ہے۔ کبھی ایسے دوست بنا کر تو دیکھو۔

آخر کو ہنس پڑیں گے کسی ایک بات پر

رونا تمام عمر کا بیکار جائے گا

●●●●●

ہسپتال میں کافی رش تھا۔لوگ اپنے مریضوں کے ساتھ آتے جاتے نظر آرہے تھے۔

نرسیں،ڈاکٹرز کے آرڈر زمانتی اِدھر اُدھر بھاگ رہی تھی۔انٹرنز سینیئر ڈاکٹر کے ساتھ مریضوں کے چیک اپ میں مصروف تھے۔ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد بیلا اور رومیلہ ہسپتال کے کیفے میں بیٹھی کافی پی رہی تھیں۔

"اچھا میں تو تمھیں بتانا ہی بھول گئ۔کل ہمارے گھر میرے رشتے کے لیے میری خالہ آئ تھیں اور رشتہ پکا ہو گیا۔" بیلا نے سینڈوچ کا بائیٹ لیتے ہوۓ رومیلہ کو بتایا۔

بہت مبارک ہو تمھیں۔!کب ہو گی پھر شادی؟رومیلہ نے پوچھا۔

"شادی کہاں،ابھی صرف نکاح ہو گا۔اگلے مہینے کی ڈیٹ فکس ہوئی ہے۔پڑھائی مکمل کرنے کے بعد رخصتی۔" بیلا نے جواب دیا۔

"چلو نکاح ہی سہی۔شکر ہے کب سے میں نے سوچا ہوا تھا تمھاری شادی پر کیا بنوانا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اچھا یہ بتاؤ لڑکا کیسا ہے اور کیا نام ہے؟ رومیلہ نے خوشی سے پوچھا۔

"باسم نام ہے اور بھائی کا دوست ہے. دونوں ایجنسی میں ساتھ ہوتے ہیں۔" بیلا نے جواب دیا۔

"ہائے! پھر تو ہینڈسم ہو گا۔" رومیلہ شرماتے ہوئے بولی۔

بس کرو رومی تم تو مجھ سے بھی زیادہ خوش ہو۔ بتاؤ بتاؤ کیا وجہ ہے؟ بیلا اسے اچھے سے جانتی تھی۔

"ارے کیا پتا تمھارے نکاح پر مجھے بھی کوئی مل جائے۔ ظاہر ہے ہینڈسم بندے کی شادی ہے، ہینڈسم لوگ آئیں گے۔" رومیلہ نے ڈھیٹائی سے جواب دیا۔

پتا نہیں میرے گھر والے کس سے میری شادی کروادیں۔ رومیلہ بولتے بولتے اداس ہو گئی۔

"کیا ہوا ہے رومی؟ تمھیں میں نے ایسے پہلے نہیں دیکھا۔" بیلا فکرمندی سے آگے رومیلہ کی طرف جھکی۔

"تمھیں پتا ہے بیلا جب تک امی ابو زندہ تھے بھابھی کا میرا تعلق بہت اچھا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد آہستہ آہستہ سب کچھ بدل گیا۔ وہ مجھ سے اب صحیح طریقے سے بات تک نہیں کرتیں۔" دو تین بار تو کسی فیملی تقریب میں نے اپنے کانوں سے انھیں کسی سے کہتے سنا تھا۔

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ جو میری نند ہے رومیلہ اللہ معاف کے اس کو تو گھر کے کاموں میں کچھ آتا ہو۔کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتی۔بس ہر وقت پڑھائی۔اکلوتی جو ہے میرے شوہر بھی کچھ نہیں کہتے۔رومیلہ کی آنکھوں میں نمی تھی۔

"اور تمھارا بھائی وہ کیسا ہے تمھارے ساتھ؟" بیلا نے پوچھا۔

"بھائی تو بہت اچھے ہیں ان کو بھابھی کے اس چھرے کے بارے میں نہیں معلوم۔ان کے سامنے بھابھی اچھا برتاؤ کرنے لگتی ہیں۔مجھے لگتا ہے شاید اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بھابھی دکھی ہوں۔"

میں ڈرتی ہوں بیلا کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے؟" رومیلہ چپ ہو گئ۔

"دیکھو رومی! تمھیں یہ فکر ہونی چاہیے کہ تم اللہ کی نظر میں کیسی ہو۔لوگ اہم نہیں ہوتے۔"

تمھاری بھابھی کے برا کہنے سے تم بری نہیں بن جاؤ گی۔"انسان کو عزت اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔اگر اللہ عزت دیں تو انسان کو کوئ رسوا نہیں کر سکتا۔" بیلا اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور اگر کوئی انسان پریشان ہے تو اسے کسی حق نہیں ہے وہ دوسروں کو پریشان کرے۔اس دنیا میں کون سا انسان ہے جس کی زندگی میں پریشانی نہیں ہے۔سب تکلیف میں ہوتے ہیں رومی!

بس ایک انسان کو اپنی تکلیف دوسروں کی تکلیف سے بڑی لگتی ہے۔"

پتا ہے رومی ہم لوگ نمازیں پوری تو پڑھتے ہیں، پر انھیں قائم نہیں کرتے۔بیلا بولتے بولتے رکی۔

"نماز قائم کرنا اور پڑھنا تو ایک ہی بات ہے؟"رومیلہ نے نظریں اٹھا کر بیلا کو دیکھا۔

نہیں! ایک بات نہیں ہے۔"نماز پڑھنا مطلب ظاہری طور پر نماز ادا کرنا جیسے رکوع، سجدہ کرنا وغیرہ۔

لیکن نماز قائم کرنے کرنا ایک مکمل کیفیت ہے جس میں انسان کی پوری زندگی، ظاہر و باطن، اعمال اس کی نماز کی روح کے مطابق ڈھل جاتے ہیں۔نماز میں جو کچھ ہم اللہ سے عہد کرتے ہیں اسے باہر کی زندگی میں عملی طور پر نافذ کرنا، نماز قائم کرنا ہے۔"

بیلا نے پیچھے کرسی سے ٹیک لگائی۔اس کی آنکھیں سامنے شیشے کے پار باہر لگے درخت پر تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

نماز پڑھنے کے ساتھ ہم انسانوں کا دل بھی دکھاتے ہیں پھر جب اپنے ساتھ کچھ برا ہو جائے تو اللہ سے شکایتیں کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ برا کیوں ہوتا ہے۔یہی تو فرق ہوتا ہے نماز پڑھنے اور قائم کرنے میں۔

"جو نماز قائم کرتے ہیں وہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتے ہیں۔"

بیلا بولتے بولتے رومی کی طرف مڑی۔ جو اسے نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"تم پریشان مت ہو! بس اپنی نیت اور اعمال درست رکھو۔اللہ خیر کریں گے۔اور جو تمھارے نصیب میں ہے وہ تم سے کوئی نہیں چھین سکتا، تمھاری بھابھی بھی نہیں۔"

چلو اب اٹھو میں نے ہسٹری شیٹ بھی بنانی ہے۔اور شاپنگ کے لیے تم نے میرے ساتھ چلنا ہے امی نے بھی کہا تھا۔ بیلا ساتھ ہی بولی وہ دونوں اٹھی اور کیفے سے باہر نکل گئیں۔

●●●●●

شہریار میٹینگ روم میں اپنی پارٹی کے وزراء کے ساتھ میٹینگ میں مصروف تھا۔پروجیکٹ کے بجٹ پر ڈسکشن چل رہی تھی۔ فنانس کے لوگ بھی موجود تھے۔آدھے گھنٹے میں میٹینگ ختم ہوئی۔پارٹی ممبرز باری باری میٹینگ روم سے باہر نکل گ ئے۔شہریار بھی اٹھا ہی کہ دروازہ کھلا اور زویا اندر داخل ہوئی۔

بھائی! یہ دیکھیں کس کے نکاح کا انویٹیشن آیا ہے۔زویا نے ہاتھ میں پکڑی فائلز ٹیبل پر رکھیں اور اوپر پڑا کارڈ اٹھا کر شہریار کی طرف بڑھایا۔

شہریار نے کارڈ پکڑا اور ایک نظر ڈال کر دوبارہ زویا کی جانب متوجہ ہوا۔

"یہ اچانک نکاح؟ لگتا ہے افتخار ملک جیل جانے سے پہلے اپنے بیٹے کے نکاح کے لڈو کھانا چاہتا ہے۔" شہریار ہنستے ہوئے بولا۔

تو کیا بھائی ہم چلیں گے؟ زویا نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔

"ہاں! کیوں نہیں، ضرور چلیں گے ہمارے حریفوں کی خوشی کو ہم نظر نہیں لگائیں گے تو پھر کون لگائے گا۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی زویا کو آنکھ ماری۔

بھائی یہ کیا ہے؟ اچانک زویا کی نظر شہریار کے سامنے میز پر رکھی فائلز پر پڑی۔اس نے نیچے سے ایک فائل نکالی۔شہریار کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

"یہ بیلا قریشی کون ہے؟" زویا نے فائل کے اوپر لگی ایک تصویر کو دیکھا۔اس میں اس لڑکی کا بائیو ڈیٹا تھا۔

"یقیناً یہ وہی لڑکی ہے جس کا آپ نے مجھ سے ذکر کیا تھا۔" زویا نے فائل سے نظریں اٹھا کر شہریار کو دیکھا.

"ہا۔۔ہاں! وہی ہے۔" شہریار نے بالوں میں انگلیاں پھرتے ہوئے جواب دیا۔

ہمم چلیں اب میں آپ کو ایک راز کی بات بتاتی ہوں۔وہ چلتی ہوئی شہریار کرنے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔

شہریار نے گبھراہٹ کے مارے نظریں پھیر لیں۔وہ جانتا تھا زویا کی وائیبز بہت اسٹرانگ ہیں۔یااللہ اب وہ اس سے کیسے بچے؟

"آپ اس لڑکی کو ابھی سے نہیں پہلے سے جانتے ہیں۔" زویا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا۔

ہاں یاناں؟ساتھ ہی اس نے فائل میز پر رکھ دی۔

"ہاں۔!" شہریار نے چھرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جواب دیا۔

ہمم اتنا تو میں جانتی ہوں آپ کو آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ میرے پیچھے کسی کی انفارمیشن نکلوائیں گے اور مجھے پتا نہیں چلے گا۔!

"شروع میں میں نے اگنور کیا۔لیکن چلیں! اب آپ خود بتائیں گے یا پھر وجہ بھی میں ہی بتا دوں؟" وہ سوالیہ نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔

شہریار پیچھے رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھا اور اس نے مختصر زویا کو بتانا شروع کیا۔

Clubb of Quality Content

میں نے اس لڑکی کو پہلی مرتبہ فیڈرل میڈیکل کالج میں دیکھا تھا۔ تمھیں یاد ہو گا ہم نے پچھلے سال اس کالج میں اسکالرشپ لانچ کیا تھا۔اسی سلسلے میں کالج گیا تھا۔وہاں کسی لڑکی نے بیلا کے اچھے پن کا فائدہ اٹھایا تھا۔اس بات کا اندازہ مجھے بیلا کے کہیے گ ئے الفاظ سے ہوا۔بیلا نے اس لڑکی کو تھپڑ مارا اور بولی۔

"میں بیلا قریشی ہوں۔میری اچھائی میری کمزوری نہیں بلکہ میری طاقت ہے اور کوئی میری اچھائی کا فائدہ اٹھائے گا میں اس کا منہ توڑ دوں گی۔"

تم جانتی ہو زویا جب میں نے اس لڑکی کے یہ الفاظ سنے مجھے اپنی سکول لائف کے دن یاد آ گ ئے۔تم یہ بات نہیں جانتی ہو بلکہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ مجھے سکول میں کئی بار بلئی کیا گیا۔شہریار کی آنکھوں میں درد تھا۔

بھائی۔! زویا فکرمندی سے کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھی۔

شروع شروع میں مجھے لگتا تھا یہ چھوٹی بات ہے لیکن ان لڑکوں نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔

مجھے لگتا تھا اگر میں کسی کو بتاؤں گا تو میری 'دی گریٹ شہریار' والی امیج خراب ہو جائے گی۔

میں نے فرار ہونے کا راستہ ڈھونڈا اور ڈیڈ سے ضد کر کے اسکول چینج کروا لیا لیکن اس وقت کی بے بسی میرے اندر سے کبھی نہیں گئی۔

میں بعد میں اکثر سوچتا تھا اور خود کو ملامت بھی کرتا تھا کہ کاش میں نے ہمت کی ہوتی ان لڑکوں کا منھ توڑ دیا ہوتا۔!

جب میں نے اس لڑکی کو اپنے لیے آواز اٹھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہ اس وقت کانپ رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ لڑکی بول سکتی ہے تو تم کیوں چپ رہے شہریار؟

"اسی لیے آپ ایسے بن گ ئے بھائی؟" زویا آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں۔۔! اور جو کچھ ہماری فیملی کے ساتھ ہوا۔اس کے بعد میں نے سمجھ لیا ہے کہ اس دنیا میں صرف چپ رہنے اور شریف رہنے سے زندگی نہیں گزار سکتی۔

بھیڑیوں کے درمیان زندگی گزارنے کے لیے انسان کو بھیڑیا بننا پڑتا ہے۔"

شہریار اٹھا اور چلتا ہوا کھڑکی کے سامنے جا کر کھڑا ہوا۔اس کی نظر نیچے چلتی ٹریفک پر تھی۔

"زویا! ایسا بننا میری اپنی چوائس ہے مجھے رونے والے لوگ بالکل نہیں پسند جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ زندگی نے ہمارے ساتھ برا کیا اس لیے ہم برے بن گ ئے۔" پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے وہ واپس زویا کی جانب مڑا۔

"اس کے بعد۔۔ بیلا مجھے نہیں بھولی زویا۔" میں نہیں جانتا کیوں لیکن بعد میں جب بھی اسے دور سے دیکھا وہ مجھے اچھی لگتی تھی۔ اس آنکھیں مجھے مام کی یاد دلاتی ہیں۔ بالکل مام کی طرح براؤن رنگ کی، مہربان آنکھیں۔!

شہریار کے چہرے پر ایک تھکان زدہ مسکراہٹ آئی۔

"بیلا کے لیے شاید اس دن ہماری پہلی ملاقات ہو پر میرے لیے وہ ملاقات میری کئی راتوں کا انتظار تھی۔"

اک آواز کی دوری پہ کھڑا ہے کوئی

اک آواز کی دوری بھی بہت ہوتی ہے۔

تمھیں میں نے اس لیے نہیں بتایا تھا کیونکہ میں جانتا تھا جلد یا بدیر تمھیں پتا چل جائے گا۔ اور میں تمھیں اپنی لیے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ شہریار نے نظریں پھیر کر زویا کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں اپنے بھائی کے لیے فکر تھی۔

"""تو بھائی آپ اس سے بات کریں نا۔!" زویا نے بہت امید سے کہا۔

نہیں. زویا وہ ایسے ہر کسی سے بات نہیں کر لیتی۔"

تم مجھے کہتی ہو نا کہ آپ کے الفاظ لوگوں پر جادو کا کام کرتے ہیں کہ کوئی مجھے انکار کر ہی نہیں کرتے۔" سکتا لیکن زویا۔۔وہ بولتے بولتے رکا۔ لیکن اس لڑکی پر میرے الفاظ اثر نہیں

"اور جب انسان کا سب سے بڑا فن ہی ضرورت کے وقت کام نہ آئے تو اس انسان سے بے بس اس پوری دنیا میں کوئی اور انسان نہیں ہوتا۔"

اب اس بارے میں ہم بات نہیں کریں گے اور باہر کی جانب قدم بڑھائے۔زویا کی آواز نے اسے روک لیا۔

بھائی کل ہمیں اسلام آباد جانا ہے آپ کو یاد ہے نا؟۔

"ہاں! یاد ہے ہمارے یتیم ہونے کا دن میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ کل مام،ڈیڈ اور دادا کی برسی ہے۔" وہ بغیر مرے بولا اور قدم اٹھاتا میٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔

تیرا چپ رہنا میرے ذہن میں کیا بیٹھ گیا

اتنی آوازیں تجھے دیں کہ گلا بیٹھ گیا۔

یوں نہیں ہے کہ فقط میں ہی اسے چاہتا ہوں

جو بھی اس پیڑ کی چھاؤں میں گیا بیٹھ گیا۔

اس کی مرضی وہ جسے پاس بٹھا کے اپنے

اس پہ کیالڑنافلاں میری جگہ بیٹھ گیا۔

●●●●●

پانچ سال پہلے کی بات ہے جب بخاری خاندان کا نام پالیٹکس میں بہت جانامانا تھا۔ بخاری صاحب کے بعد ان کے اکلوتے بیٹے سعید بخاری پارٹی کے چیئرمین تھے۔ یہ وہ دن تھا جس دن بخاری خاندان نے اسلام آباد سے کراچی اپنی پارٹی کے جلسے کے لیے روانہ ہونا تھا۔ سعید بخاری بہت خوش تھے ان کی دن رات محنت کے بعد ان کی کامیابی کے دن تھے۔ جلسے کے لیے بخاری صاحب ان کے بیٹے سعید بخاری اور ان کی بہو امینہ بخاری نے جانا تھا۔

سعید بخاری اور امینہ کے دو جڑواں بچے تھے۔ شہریار اور زویا۔ یہ دونوں بھی کراچی جاناچاہتے تھے جلسے کے لیے نہیں بلکہ سیر وسیاحت کے لیے لیکن یونیورسٹی میں امتحانات کی وجہ سے اسلام آباد ہی رک گئے۔

وہ لوگ گھر سے شام پانچ بجے جلسے کے لیے روانہ ہوئے۔ سعید ڈرائیونگ کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ والی نشست پر بخاری صاحب بیٹھے تھے۔ جبکہ امینہ پیچھے بیٹھیں تھیں۔ گارڈز کی جیپ ان کی گاڑی کے پیچھے سائے کی طرح رواں تھی۔

رات کو تقریباً ساڑھے سات کے قریب اچانک کچھ نقاب پوشوں نے پہلے گارڈز پر حملہ کیا اور بخاری خاندان کے تینوں افراد کو قتل کر دیا۔ جلسہ شروع ہونے سے پہلے ہی نیوز چینلز پر بخاری خاندان کے سر عام قتل کی خبریں چلنے لگیں۔

اسلام آباد میں بیٹھے شہریار اور زویا نے جب یہ خبر سنی انھیں لگا کہ انھیں بخاری منزل کا چھت ان کے سر پر گرتا محسوس ہوا۔ وہ دونوں اس خبر پر یقین کرنے سے انکاری تھے۔

بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تینوں خوشی خوشی گھر سے نکلے تھے۔ زویا پاگلوں کی طرح چیخ چیخ کر رو رہی تھی جبکہ شہریار سپاٹ چہرہ لیے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت کی آگ جھل رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا اس حادثے کے پیچھے کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔

یہ حادثہ افتخار ملک کے حلقے میں پیش آیا۔ جو ڈیڈ کی مخالف پارٹی تھی۔ حادثے سے پہلے پچھلے تین سالوں سے سعید اور افتخار کے درمیان کراچی میں کچھ حلقوں کو لے کر ٹف کا مپٹیشن چل رہا تھا۔ اس بار سعید بخاری، افتخار ملک کے ایک خلقے میں زیادہ ووٹ حاصل کر کے کامیاب ہوئے اسی خلقے میں آج جلسہ تھا۔

حادثے کے بعد ڈیڈ باڈیز اسلام آباد پہنچائی گئیں۔اگلی صبح نماز جنازہ کے بعد تدفین کی گئی۔

زویا اور شہریار قبروں کے سامنے کھڑے تھے۔زویا رو رہی تھی اس نے شہریار کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔جبکہ شہریار کی آنکھوں میں انتقام کی آگ تھی۔اس نے بولنا شروع کیا۔

"دادا ابو،ڈیڈ اور مام آپ فکر مت کریں۔جس نے بھی یہ سب کیا میں اس کا جینا حرام کر دوں گا اس کو ایسے جگہ پہنچاؤں گا یہاں وہ موت مانگے گا پر اس کو موت نصیب نہیں ہو گی۔ آج سے یہ شہریار بخاری صرف بدلے کے لیے جیے گا۔"

"نہیں بھائی! آپ ایسے نہیں بنیں گے مام نے ہمیں کبھی یہ سب نہیں سکھایا۔آپ بدلے کے لیے اپنی زندگی برباد نہیں کریں گے۔" زویا روتے ہوئے اس سے التجا کر رہی تھی۔وہ اس کی جانب مڑا اور بولنا شروع کیا۔

تم کیا چاہتی ہو میں اتنے بڑے حادثے کو نظر انداز کر دوں۔کچھ سمجھ میں آرہا ہے تمھیں ہم۔۔۔وہ بمشکل بول پایا.

"زویا یتیم ہو گئے ہیں ہم دونوں۔ہماری فیملی مام ڈیڈ اور۔۔۔اور دادا کو مار دیا ان لوگوں نے۔"

بھائی نہیں! بھائی ہم قاتل نہیں بنیں گے۔وہ شہریار سے التجا کر رہی تھی۔

"دیکھو زویا تم میرا ساتھ بے شک مت دو پر یاد رکھنا پھر یہاں سے نکلنے کے بعد تمھارا اور میرا تعلق ختم ہو جائے گا۔" وہ غصے سے بولا۔

نہیں بھائی آپ ایسا نہیں کر سکتے میں۔۔میں آپ کے بغیر کہاں جاؤں گی۔! وہ شہریار کے دونوں ہاتھ پکڑے گر گرا رہی تھی۔اس نے نظریں اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا۔اس کی آنکھوں میں صرف نفرت تھی، بدلہ تھا۔

وہ سوچ رہی تھی یہ اس کے بھائی کو کیا ہو گیا تھا۔وہ تو اس کی ہر بات مانتا تھا اب اس کی کیوں نہیں سن رہا تھا۔وہ اس کے بغیر کہاں جاتی؟ پھر زویا آنسو اپنے ہتھیلیوں سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے! میں دوں گی آپ کا ساتھ۔آپ جیسا چاہیں گے ویسا ہی ہو گا۔ہم اس انسان کو نہیں چھوڑیں گے جس نے ہمیں اس عمر میں یتیم کر دیا۔" پھر وہ دونوں مڑے اور آہستہ آہستہ قبرستان سے باہر نکل گ ئے۔

"زندگی میں کبھی نا کبھی ہر انسان اس موڑ پر ضرور پہنچتا ہے یہاں اسے اپنے کل کے لیے ایک راستہ چننا پڑتا ہے۔صرف ایک لمحہ، جس میں انسان اچھائی چن کر اپنی دنیا کے ساتھ آخرت

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کو بچانے کی کوشش کرتا ہے یا پھر برائی چن کر دنیا کے ساتھ اپنی آخرت بھی تباہ کر لیتا ہے۔

صرف ایک لمحہ انسان کی زندگی بدل دیتا ہے۔"

آج زویا بخاری نے اپنے بھائی کی محبت میں اس کے ساتھ مل کر فیملی کی موت پر، انتقام کے لیے گناہ کا راستہ چن لیا تھا۔

"بے شک انتقام کے راستے بہت لمبے اور تلخ ہوتے ہیں۔ان کا انجام بہت خطرناک ہوتا ہے۔"

اے زندگی تجھے کیا کہوں

میرے ساتھ تو نے کیا کیا

یہاں آس کا کوئی دیا نہیں

مجھے اس نگر پہنچا دیا

نہ میں بڑھ سکوں نہ میں رک سکون

نہ ہی دل کی بات سمجھ سکوں

نہ کسی کو کچھ بھی کہہ سکوں

تجھے کیا کہوں تو نے کیا کیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مجھے منزلوں کی خبر تو دی

پر راستوں کو الجھا دیا

اے زندگی تجھے کیا پتا

یہاں کس نے کس کو گوا دیا

●●●●●

فیملی کی موت کے بعد شہریار اور زویا نے پھر سے پالیٹکس میں بخاری پارٹی کا نام بنانے کا فیصلہ کیا۔ان دونوں نے دن رات محنت کی۔اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد پھر زیرو سے اسٹارٹ کیا اور پانچ سال کی محنت کے بعد آج بخاری پارٹی پاکستان کی پہلی تین بڑی پالیٹکس پارٹی میں شامل تھی۔ پچھلے پانچ سالوں سے انھوں نے اپنی فیملی کے کیس کو فالو کیا۔انھیں یقین تھا کہ اس حادثے کے پیچھے افتخار ملک کا ہاتھ ہے۔ کیونکہ بخاری پارٹی پیچھے ہٹنے سے سب سے زیادہ فائدہ ملک پارٹی کو ہوا۔

روڈ کا سی ٹی وی خراب ہونے کی وجہ سے انھیں قاتلوں تک پہنچنے میں مشکل پیش آئی لیکن شہریار اور زویا ان تک پہنچ گ ئے۔ان چاروں میں سے تین آدمی ان کے ہاتھ لگے پر اس

حادثے کے پیچھے ماسٹر مائنڈ کے بارے میں ان تینوں کو کچھ معلوم نہ تھا۔وہ شہریار کے کسی کام کے نہیں رہے۔اس نے انھیں راستے سے ہٹا دیا۔

ان سالوں میں شہریار نے افتخار ملک کو نہیں بخشا۔اس نے افتخار کی پارٹی کو بغیر ثبوت چھوڑے نقصان پہنچایا۔سب سے پہلے ان کے خلقے میں ہسپتال کی چھت گری، سڑکوں کی تعمیر کی وجہ سے حادثے ہوئے اور کبھی اسکول کی دیواروں گریں۔ان اسکینڈل کی وجہ سے افتخار الیکشن میں پیچھے رہ گ ئے۔پر وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ کون ان کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے۔اس لیے وہ چاہتے تھے کہ باسم پالیٹکس جوائن کر لے۔

زویا شہریار کو بہت سمجھاتی تھی کہ ان کے بدلے کو آگ میں معصوم لوگ اپنی جان دیتے ہیں لیکن شہریار اسے کہتا تھا کہ۔

"جب جنگ ہوتی ہے تو بے گناہ لوگ ہی مارے جاتے ہیں۔"

شہریار جانتا تھا افتخار ملک کا بیٹا باسم ملک ایک سیکیورٹی ایجنسی میں انڈر کور آفیسر ہے۔اس نے اپنے ڈیڈ سعید بخاری کے دوست چیف الیاس سے رابطہ کر کے یہ کیس باسم کی ٹیم کو دیا۔وہ افتخار ملک پر آخری وار ان کے بیٹے کے ذریعے کرنا چاہتا تھا۔وہ دیکھنا چاہتا تھا جب افتخار ملک کا بیٹا اپنے باپ کو قاتل ثابت کرے گا تو افتخار کے لیے اس سے بڑی ہار کیا ہو گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا شہریار اپنے مقصد میں کامیاب ہو گا؟

آج بیلا کی کالج سے چھٹی تھی۔ گھر کے کاموں میں اس نے امی کا ہاتھ بٹایا۔ افتخار ملک اور منیبہ ان کے گھر آئے تھے۔ وہ تھوری گھبرائے ہوئ تھی لیکن ان سے ملنے کی بعد وہ مطمئین تھی۔

شاپنگ کے لیے وہ امی اور خالہ کے ساتھ مال گئ۔ پورا دن خریداری پر لگ گیا۔ واپسی پر باسم نے انھیں پک کرنے آنا تھا۔ وہ لوگ مال کی انٹرینس پر کھڑے باسم کا ویٹ کر رہے تھے۔

مسز ملک کو کوئ جاننے والا مل گیا۔ عزرا اور منیبہ ان سے باتوں میں لگ گئ۔ بیلا ان سے تھوڑی دور کھڑی رومیلہ سے فون پر بات کر رہی تھی۔

باسم کی گاڑی آکر پارکنگ ایریا میں رکی۔ باسم نے منیبہ کو دور سے دیکھ لیا تھا۔ بیلا کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔ اس کے ہاتھ میں کچھ شاپنگ بیگز تھے۔

"رومی! تم کیوں نہیں آئ آج؟" وہ کھڑی امی لوگوں پر نظر رکھے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ارے میں نے آنا تھا۔ بھابھی کی امی کا انتقال ہو گیا۔ پھر وہاں جانا پڑا۔ ابھی بھی وہی ہوں۔"

دوسری طرف سے رومیلہ بولی۔

وہ چلتا ہوا بیلا کے قریب آیا۔ بیلا کی آواز سن کر وہیں اس کے پیچھے ٹھہر گیا۔

ہمم ٹھیک ہے! اللہ ان کی مغفرت کرے۔ اچھا میں اب فون رکھتی ہوں۔ بیلا نے ساتھ ہی بولا۔

رکوتو۔۔۔ شاپنگ کرلی؟

"ہاں! کرلی شاپنگ۔" اللہ بہت مشکل کام ہے شاپنگ کرنا، تھک گئی ہوں۔

اپنے نکاح کی تو شاپنگ خوشی خوشی کرلو۔

"اور یہ بتاؤ باسم بھائی سے ملی؟ کیسے دکھتے ہیں وہ؟"

ہمم۔۔۔ آئی نہیں ہو اور چسکے لگانے کی پڑی ہے تمھیں۔ بیلا نے فوراً رومی کی طبیعت صاف کی۔

اچھا بتاؤ نا۔ رومیلہ کا بس نہیں چلا کہ وہ اڑ کر پہنچ جاتی

"ارے.. نہیں ملی میں تمھارے باسم بھائی سے۔" اور تم مجھے یہ بتاؤ وہ تمھارے بھیا کب سے بن گئے؟

جب سے تمھارا ٹانکا جڑا ان سے۔ رومیلہ ڈھیٹائی سے بولی۔

تم بنالو اپنی رشتہ داریاں۔! بیلا نے اسے منہ بناتے ہوئے کہا۔"

Clubb of Quality Content

اچھا اب بند کرو۔ مجھے جانا ہے باقی کی تفصیل کل کالج آکر بتاؤں گی۔ ساتھ ہی دونوں نے فون بند کر دیا۔

"مجھ سے ملنا تھا آپ کو؟" اچانک پیچھے سے بیلا کے کان میں آواز پڑی۔

ایک سیکنڈ لگا اسے سمجھنے میں کہ پیچھے کون کھڑا ہے۔ وہ تو جیسے اپنی جگہ جم گئی۔

اس نے دیکھا سامنے کھڑی خواتین باتوں میں مشغول تھیں۔ یا اللہ اب وہ کیا کرے؟

میں کیوں گھبرا رہی ہوں اس نے دل ہی دل میں سوچا پھر وہ ہمت کر کے مڑی۔

یوں ہی وہ مڑی اس کی نظر سامنے باسم کے سینے پر پڑی۔ وہ اس سے قد میں اونچا تھا۔ بیلا کا سر اس کے کندھوں کے برابر تھا۔

"یہاں۔۔۔اوپر دیکھیں۔!" باسم گردن نیچی کیے اس سے مخاطب تھا۔ ساتھ ہی وہ جھکا اور اس نے بیلا کے ہاتھ میں پکڑے بیگز لے لیے۔

بیلا کو اس کی دھڑکن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے گردن اوپر کر کے باسم کی طرف دیکھا۔

'ہنی براؤن' اور 'سیاہ رنگ' کی آنکھیں ملیں۔ ایک پل کے لیے باہری دنیا پیچھے کھڑے، لوگ گاڑیوں کا شور سب خاموش ہو گیا۔

باسم جو کچھ بولنے کے لیے منہ کھولنے ہی والا تھا کہ اس کے الفاظ خلق میں ہی رہ گ ئے۔

دور سے یہ منظر دیکھنے میں مکمل تھا۔ایک لڑکے کی گردن جھکی تھی اور سامنے گردن اونچی کیے لڑکی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

آپ نے دیکھی تو ہوں گی

آپ کو دیکھتی ہوئی آنکھیں

"نہیں۔!میں بھلا کیوں کسی انجان بندے سے ملوں گی؟" بیلا نے چھائی خاموشی کو توڑا۔

اس کی بات سن کر باسم سے چہرے پر ہلکی سے مسکراہٹ آئی لیکن وہ ایک لمحے میں چھپا گیا۔

"میڈم!آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اس بندے سے کچھ دنوں میں آپ کا نکاح ہے۔"

یہ سنتے ہی بیلا نے آنکھیں چھوٹی کر کے باسم کو دیکھا۔منیبہ اور عزرا ان کے پاس آئیں۔بیلا کے الفاظ منہ میں ہی رہ گ ئے۔

باسم دل میں سوچتا رہ گیا اس لڑکی کی زبان تو زوہان سے بھی تیز ہے مگر۔۔۔!!اس کی سوچ اُدھوری رہ گئی۔

آگ ئے تم بیٹا؟کام تو نہیں تھا؟منیبہ نے باسم سے پوچھا۔

نہیں مام میٹینگ ختم کر کے آیا ہوں۔ وہ خواتین کی جانب مڑا۔

سلام دعا کے بعد اس نے بیگز لے کر گاڑی میں رکھے اور وہ گھر کے لیے نکلے۔ گاڑی سڑک پر روانہ تھی۔

"ملاقات ہو گئی تم دونوں کی؟" منیبہ نے گاڑی میں چھائی خاموشی کو توڑا۔ وہ باسم کے ساتھ آگے بیٹھی تھیں جبکہ بیلا اور عزرا پیچھے بیٹھی تھی۔

تم دونوں کانٹیکٹ اکسچینج کر لو۔ بات کیا کرو، نکاح سے پہلے انڈرسٹینڈنگ ہو جائے گی۔ منیبہ نے باسم کی طرف دیکھا۔

باسم کی نظر اوپر لگے شیشے پر پڑی یہاں سے بیلا اور عزرا پیچھے بیٹھی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے بیلا کے چہرے کا رنگ بدلتا محسوس کیا۔ شاید وہ مام کی بات سن کر ان کمفارٹیبل ہوئی تھی۔ باسم اس کی وجہ سمجھ گیا۔

ابھی بیلا بولنے ہی والی تھی کہ باسم بول پڑا۔ نہیں مام۔۔۔! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بیلا کا جیسے رکا سانس بحال آیا۔ اس نے ایک نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص پر ڈالی جس نے بغیر کچھ سنے اس کی بات سمجھ لی۔

بیلا کے لیے یہ بہت سنجیدہ معاملہ تھا۔اس کو یہ بات ناگوار گزرتی تھی جب لوگ حلال حرام اور محرم نامحرم کی تمیز کیے بغیر کپلز بنے پھرتے تھے۔وہ اکثر ایسے کپلز کالج میں دیکھتی رہتی تھی۔وہ اکثر رومیلہ سے کہتی تھی کہ ایسے کاموں میں صرف انسان کو ذلت ہی حاصل ہوتی ہے۔لڑائی جھگڑے ہر وقت کی بے چینی۔

"ظاہر ہے جس کام کی شروعات ہی گناہ سے ہو اس کا ذلت کے سوا اور کیا انجام ہو گا۔"

●●●●●

زوہان اور باسم آفس میں بیٹھے کسی سیکیورٹی پلان پر ڈسکشن میں مصروف تھے۔خضر آفس میں داخل ہوا۔ان دونوں نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھائیں۔

"مجھے کیس میں ایک نیا سراغ ملا ہے۔"خضر نے ان دونوں کی جانب ایک فائل رکھی۔

یہ تو چوہدری ابرار کے فون کی کال لاگ ہے۔باسم نے فائل اٹھائی اور اس پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"جی ہاں! یہ چوہدری ابرار کے چھ سال پہلے کی کال ہسٹری ہے اور اس میں مجھے ایک نمبر مشقوق لگ رہا ہے۔تم لوگ دیکھ سکتے ہو جو نمبر میں نے ہائی لائٹ کیا ہے۔حادثے سے پہلے

Clubb of Quality Content

اس نمبر سے چوہدری ابرار کو بہت کالز موصول ہوئیں۔ لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اس نمبر سے حادثے کے بعد ابرار کا کوئی رابطہ نہیں ہوا۔"

کیوں؟ خضر دائیں بائیں چکر لگاتے بول رہا تھا۔

"اس کا مطلب اس بندے کا ضرور اس کیس سے کوئی لینا دینا ہے۔" خضر نے خود ہی جواب دیا۔

اور یہ نمبر کس کا ہے کچھ پتا چلا؟ زوہان نے پوچھا۔

"یہ نمبر منصور قریشی کے نام پر رجسٹرڈ ہے۔" باسم نے صفحے پلٹتے ہوئے جواب دیا۔

کاریکٹ۔! خضر ہاتھ سے باسم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کے پاس بیٹھ گیا۔

منصور قریشی کا نام سن کر زوہان کو شاکڈ لگا۔

تمھیں کیا ہو گیا بھئی؟ خضر اس کی جانب مڑا۔

"وہ منصور قر۔۔۔قریشی تو میرے چاچو ہیں." زوہان بمشکل بول پایا۔

باسم اور خضر نے ایک ساتھ زوہان پر نظر ڈالی۔ جس کے چہرے کا رنگ پریشانی میں بدل گیا۔

تمھیں یاد ہے باسم جب ہمیں امی اور خالہ کے ماضی کے بارے میں پتا چلا تھا امی نے چاچو کا ذکر کیا تھا۔ زوہان باسم کو دیکھتے ہوئے بولا۔

ہاں! مجھے یاد ہے۔ باسم اس کی جانب گھوما۔

ان کا نام منسور ہے، منسور قریشی! زوہان اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔

پر ان کا گھر سے نکالے جانے کے بعد تم لوگوں سے کوئی رابطہ نہیں رہا؟

"ہاں! نہ ہی وہ ابو کے انتقال پر آئے میں نے ان سے رابطے کی کوشش کی تھی پر رابطہ ممکن نہیں ہوا۔"

یہ تو کیس میں نیا رخ آ گیا۔ خضر نے ان کے انکشاف پر جواب دیا۔

منسور قریشی کا پتا کرو کہاں ہے؟ کیا کرتا ہے؟ سب کچھ اس کے بارے میں پتا لگاؤ۔ اس پر کڑی نظر رکھو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چوہدری ابرار کا کچھ پتا نہیں۔ اس کے فون کی لاسٹ لوکیشن اس کے گھر تک ٹریک ہوئی ہے۔ اس کے بعد سے وہ غائب ہے۔

"خضر ایک کام کرو جب ابرار غائب ہوا ان دنوں کی منسور قریشی کی فون لوکیشن ٹریس کرو۔ کیا پتا کچھ مل جائے۔" باسم فائل بند کرتے ہوئے بولا۔

"چلو اب اٹھو بھی شاپنگ کے لیے نہیں جانا اگلے ہفتے نکاح ہے" خضر اٹھتے ہوئے باسم سے مخاطب ہوا۔

"ہاں تو تم کیوں کرو گے شاپنگ؟ نکاح تو میرا ہے۔" باسم نے اسے زچ کیا۔

دیکھا دیکھا زوہان اس کے دل میں لڈو پھوٹ رہے ہیں۔ ویسے تو بڑا کہتا تھا شادی کون کرتا ہے۔۔؟ خضر نے منھ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی تو۔ چلو اسی خوشی میں آج کی ساری شاپنگ دلہا صاحب کی جیب سے ہو گی۔"

زوہان نے باسم کی طرف اشارہ کیا۔

"کیوں؟ تم لوگ کیا چاہتے ہو اس نکاح پر جیب خالی کرنے کے بعد میں اپنی بیگم کو خیالی روزی روٹی کھلاؤں؟" باسم فوراً اعتراض کرتے ہوئے بولا

"نہیں ہوتے تم غریب! رخصتی سے پہلے ہم تینوں مل کر تمھارے لیے ایجنسی کے باہر بھیک مانگیں گے۔"

"یااللہ! کتنا فنی ہوں نا میں۔" مشورہ دینے کے بعد خضر نے خود کی تعریف کی۔

"فنی نہیں پورے کے پورے جوکر ہو۔" باسم نے اس کی نقل اتاری۔

زوہان نے ہاتھ خضر کے چہرے کے سامنے کر کے فٹے منھ کیا۔

"اور تم مجھے ایک ڈریس فالتو لے کر دینا۔ آخر کو تمھارا ہونے والا سالہ ہوں میں۔" زوہان نے مزید باسم کی غریبی میں اضافی کیا۔ ساتھ ہی وہ تینوں آفس سے باہر نکل گئے۔

Clubb of Quality Content

●●●●●

آج کا دن قریشی اور ملک فیملی کے لیے خوشی کا دن تھا۔وہ دن جس کا منیبہ اور عزرا نے سالوں انتظار کیا۔بیلا اور باسم کے نکاح کی تقریب ملک فارم ہاؤس میں رکھی گئ۔پورا فارم ہاؤس پورا سفید اور گلابی رنگ کے پھولوں سے سجا تھا۔گارڈن کے عین درمیان سفید پھولوں کی لڑیوں سے سجا نکاح پردہ لگایا گیا۔

تقریب شروع ہونے میں وقت باقی تھا۔لوگ ادھر ادھر ہاتھوں میں گلاس اٹھائے گھومتے نظر آرہے تھے۔داخلی راہداری پر منیبہ اور عزرا لوگوں کے استقبال کے لیے کھڑی تھیں۔

افتخار ملک پالیٹیشن وزراء سے مسکرا کر بیٹے کی نکاح کی مبارک باد وصول کر رہے تھے۔

افتخار ملک نے گردن اٹھا کر دیکھا سامنے راہداری سے شہریار چلتا ہوا ان کی طرف آرہا تھا۔

زویا اس کے بائیں جانب تھی۔وہ دونوں چلتے ہوئے افتخار ملک کے سامنے آکر کھڑے ہوئے۔

شہریار کے دل بدلے کی آگ جلس رہی تھی۔"آہ..اس دنیاداری کے لیے دشمن کو بھی گلے لگانا پڑتا ہے۔"اس نے دل میں سوچا۔

آ یئے آ یئے! مسٹر شہر یار افتخار نے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔ جسے شہر یار نے مسکراتے ہوئے تھام لیا اور ساتھ ہی بولا۔

"بیٹے کے نکاح کے لیے بہت مبارک ہو آپ کو مسٹر ملک؟" پھر وہ تھوڑا آگے بڑھا اور افتخار ملک کے کان میں سرگوشی کی۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ آپ زندگی کی آخری خوشی ہو؟" مسکراتے ہوئے پیچھے ہوا۔

افتخار اس کی بات سمجھ گئے اور اسی کے انداز میں مسکراتے ہوئے بولے۔

"تم جتنی بھی کوشش کر لو.. جنگ مین! تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میرے بیٹے کے ذریعے مجھے انوسٹیگیٹ کراؤ گے اور مجھے پتا نہیں چلے گا۔

اتنے سالوں سے تم میرے پیچھے ہو اور تمھیں کیا حاصل ہوا؟ کچھ بھی نہیں اور دیکھنا میرا بیٹا تمھیں غلط ثابت کرے گا۔" وہ آگے بڑھے اور شہر یار کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔

"سچ کی تلاش اچھی بات ہے لیکن وہ کیا ہے نا! انسان کو صحیح سمت معلوم ہونی چاہیے۔ ورنہ ساری محنت اور وقت بے کار میں ضائع ہوتے ہیں۔" ساتھ ہی وہ آگے بڑھ گئے۔

ان کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر شہریار کے وجود میں بے چینی بڑھ گئی۔ وہ سوچتا رہ گیا کیا واقعی وہ درست سمت میں چل رہا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا سارے ثبوت افتخار ملک کے خلاف تھے۔ وہ اپنے ارادے سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔

●●●●●

نکاح کی تقریب وقت پر شروع ہو گئی۔ نکاح پردہ کے ایک طرف بیلا اور دوسری طوف باسم بیٹھا تھا۔ نکاح کے بعد سب آپس میں مل کر ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کر رہے تھے۔ دور بیٹھا شہریار سامنے سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ نکاح کے وقت وہ اسلام آباد سے آئی ضروری کال سننے باہر چلا گیا۔ زویا اس کے پاس بیٹھی موبائل پر مصروف تھی۔

باسم اسٹیج پر رکھے صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس نے سفید رنگ کی قمیض شلوار پہنی تھی، گلے میں پڑی کالی چادر میں اس کی شخصیت وجیہہ لگ رہی تھی۔

پھر بیلا کو اسٹیج پر لایا گیا۔ باسم کی نظر اس کی جانب اٹھی اور وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہ گیا۔ بیلا نے سفید رنگ کی پاؤں تک آتی میکسی پہنی تھی۔ جس پر گولڈن رنگ کے کام کا ہلکا ہلکا عکس تھا۔

دوپٹا سر پر سجائے بلاشبہ وہ حسین لگ رہی تھی۔اس کے ایک جانب زوہان اور دوسری جانب عزرا تھیں۔رومیلہ اور خضر باسم کے پیچھے کھڑے تھے۔

باسم اٹھا اور چلتا ہوا بیلا کے سامنے آکر رک گیا۔اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔بیلا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔سفید رنگ اس پر بہت جچ رہا تھا۔

"زندگی بھر کا ساتھ جوان دونوں کی قسمت میں لکھ دیا گیا تھا۔یہ ساتھ بہت خوبصورت تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے وہ ایک دوسرے کا عکس تھے۔وہ دل میں اللہ کے شکر گزار تھے کہ انھیں ایک دوسرے جیسے ہی ہمسفر کا ساتھ نصیب ہوا۔"

"کبھی کبھار کسی کو سمجھنے کے لیے بس ایک نظر ہی کافی ہوتی ہے۔"

بیلا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔سب ان کے گرد کھڑے تصویریں بنوانے میں مصروف تھے۔ شہریار اور زویا اٹھ کے اسٹیج کی جانب مبارکباد دینے کے لیے بڑھے۔یوں ہی رومیلہ بیلا کے سامنے سے ہٹی سامنے سے چلتے ہوئے شہریار اور زویا کی نظر بیلا پر پڑی۔وہ دونوں اپنی جگہ ساکت کھڑے رہ گئے۔شہریار کو آسمان اپنے سر پر گھومتا محسوس ہوا۔یہ کیسا اتفاق تھا۔ اس کو اپنے سینے میں درد بڑھتا محسوس ہوا۔

بھائی یہ۔۔! یہ تو بیلا ہے۔زویا نے گردن موڑ کر اپنے بھائی کر طرف دیکھا۔اس کے الفاظ خلق میں ہی رہ گئے۔

شہریار کو سنبھلنے میں صرف چند سیکنڈ لگے۔اس نے ایک گہری سانس اندر کھینچی اور زویا کی طرف دیکھا۔

"زویا تمھیں پتا ہے. اس دنیا میں انسان کو ہمیشہ وہ سب کچھ نہیں ملتا جس کی وہ خواہش کرتا ہے۔"ساتھ ہی اس نے گردن سامنے بیٹھی بیلا کی طرف گھمائی جو نکاح کے جوڑے میں مسکرا رہی تھی اور وہ بولا۔

"اور کبھی کبھار تو، کچھ بھی نہیں ملتا۔"چلو مل کر آتے ہیں۔

"کبھی کبھی انسان کی زندگی میں وہ لمحہ آتا ہے جب وہ اپنے دل کو، اپنے ہی کیے گئے فیصلوں سے مار دیتا ہے۔"شہریار بخاری کے لیے یہ وہی لمحہ تھا۔

اپنی تصویر کو رکھ کر تیری تصویر کے ساتھ

میں نے یہ عمر گزاری ہے بڑی تدبیر کے ساتھ

جس کو میں اپنا بناتا ہوں بچھڑ جاتا ہے

میری بنتی ہیں نہیں کاتب تقدیر کے ساتھ

●●●●●

مہمان تقریباً جا چکے تھے۔ صرف فیملی اور اس علاوہ چند لوگ اس وقت فارم ہاؤس میں موجود تھے۔ کھانے کا پروگرام جاری تھا۔ زوہان افتخار کے ساتھ باتوں میں مگن دکھائی دے رہا تھا۔ خضر رومیلہ کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھا جبکہ کے بیلا اور باسم لان کے ایک جانب ریلنگ کے پاس سامنے کا منظر دیکھ رہے تھے۔ رات کا منظر بہت خوبصورت تھا۔ باسم بیلا کی جانب مڑا اور اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"اب آپ کیا اس بندے کو بات کرنے کا شرف بخشیں گی؟" بیلا اس کی بات سن کر مسکرا دی۔

"ہاں، کیوں نہیں! اب بندہ میرا محرم بن چکا ہے۔ اب بندے کو کون روکے گا بھلا۔" وہ اس کا جواب سن کر ہنس دیا۔

آپ خوش ہیں؟ میرا مطلب ہم تو ایک دوسرے کو نہیں جانتے تھے پھر آپ نے مجھے جانے بغیر ہاں کیسے ہاں کر دی۔ باسم نے سامنے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! میں خوش سے زیادہ مطمئین ہوں۔اور یہاں تک جاننے کا سوال ہے تو میرے خیال میں ایک مسلمان لڑکی اپنے محرم کو نکاح کے بعد ہی ملتی اور جانتی ہے۔"اس کا جواب سن کر باسم کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔

آپ کو پتا ہے میں نے آپ کے لیے ہاں کیوں کی؟ بیلا آہستہ سے بولی۔

"کیونکہ زوہان بھائی نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میرا کوئی میل ورژن ہوتا تو وہ آپ ہوتے۔" میں جانتی ہوں وہ میرے میزاج کو سمجھتے ہیں وہ مجھے غلط رائے نہیں دیں گے، میں نے ہاں کر دی۔

ہم کزنز بھی تھے وہ الگ بات ہے ہمیں بہت دیر سے پتا چلا

"ہاں صحیح کہا! کزنز ہونے والی بات ہمیں بہت دیر سے معلوم ہوئی شاہد یہی وقت تھا ہمارے ملنے کا۔" باسم نے ہاتھ سے اپنے بال پیچھے کیے جو ہوا سے اڑ کر اس کے چہرے پر گر رہے تھے۔بیلا اسے دیکھ رہی تھی. سامنے کھڑا شخص اس کی دعاؤں کا صلہ تھا۔

آپ کو ایک بات بتاؤں؟ وہ باسم کی طرف نظروں کیے پوچھ رہی تھی اور وہ اس کی معصومیت دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے ہاں میں گردن ہلائی۔

"مرد تو بہت قسم کے ہوتے ہیں یعنی کچھ مزاج کے اچھے ہوتے ہیں۔ عورت کا احترام کرنے والے، اپنی پارٹنر کو سمجھنے والے، ہینڈسم بھی۔

ساتھ ہی وہ اس آخری لفظ پر ہنس دی۔ ان سب کے ساتھ اگر مرد اللہ کے قریب ہو، نماز پڑھتا ہو، اپنی دین اور دنیا کو برابر لے کر چلتا ہو تو اس پوری دنیا میں اس مرد سے پرکشش اور کوئی مرد نہیں ہو سکتا۔ میں نے اللہ سے ہمیشہ ایک نیک ہمسفر کی دعا کی تھی۔"

اچھا تو آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں اس قسم کا مرد ہوں یا نہیں؟ وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

آپ کو یاد ہے جب آپ ہمارے گھر آئے تھے زوہان بھائی میرے کمرے میں جائے نماز مانگنے آئے تھے۔ ان کے کمرے میں ایک ہی جائے نماز رکھی تھی وہ بتا رہے تھے باسم نے بھی نماز ادا کرنی ہے۔ وہ اسے نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

باسم اس کی جانب مڑا اور اس کے ہاتھوں کو باری باری اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"بس پھر آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ آپ کو جیسا پارٹنر چاہیے تھا وہ مل گیا۔ لیکن اس کے ساتھ مجھے آپ کا یہ خوبصورت ساتھ بنا مانگے ہی مل گیا۔ کوئی انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا میں نے اپنی

زندگی میں اللہ کو راضی کرنے کے لیے خود کو حرام، جھوٹ اور برائی سے دور رکھا اور دیکھیں اللہ نے مجھے کتنا نیک صلہ دیا ہے۔"

"کیا اس وقت مجھ سے زیادہ کوئی خوشنصیب اس دنیا میں کوئی اور ہو گا؟"

"نہیں۔۔! کیونکہ آپ میری بیوی ہیں۔" باسم نے خود ہی جواب دیا۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اس رشتے کے لیے ماں کی بات مان لی۔

بیلا آگے بڑھی اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"اور آئندہ سے یہاں آپ لڑکھڑائیں گے میں آپ کی ہمت بنوں گی اور یہاں میں ڈگمگا گئی آپ مجھے پکڑ لینا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی غلطیوں پر ایک دوسرے کی اصلاح کریں گے۔ کچھ آپ مجھ سے سیکھنا اور کچھ میں آپ سے سیکھوں"

اک بات کہوں گر سنتے ہو

تم دل کے اندر بستے ہو

اک بات کہوں گر سنتے ہو

تم میری دعا کا حاصل ہو

دنیا کہے یا نہ کہے مگر

میرے لیے تم کامل ہو

اک بات کہوں گر سنتے ہو

تم مجھ کو اچھے لگتے ہو

دور کھڑے لوگوں میں عزرا اور منیبہ کی آنکھوں میں نمی تھی۔افتخار اور زوہان مطمئن نظر آ رہے تھے۔رومیلہ اور خضر خوشی سے انھیں دیکھ رہے تھے۔بلاشبہ باسم اور بیلا ایک دوسرے کے ساتھ مکمل لگتے تھے۔

"اگر اللہ اس دنیا میں اگر کچھ ہم سے لے لیتا ہے تو وہ اس کے بدلے بہتر سے بہترین واپس کرتا ہے۔ہر چیز کا اپنا وقت ہوتا ہے۔اس بہترین کو دیکھ کر انسان اپنے بہتر کو بھول جاتا ہے۔

"

●●●●●

ایک ہفتہ بعد

ایجنسی میں معمول کے مطابق رش تھا۔ سب اپنے کام میں مصروف آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ باسم چیف الیاس کے آفس سے باہر نکلا خضر سامنے ہاتھوں میں ٹیب پکڑے کھڑا تھا۔ اس کے نکلتے خضر نے ٹیب باسم کی طرف بڑھایا اور وہ دونوں راہداری میں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

"تمھارا شک صحیح تھا باسم چوہدری ابرار کی لاسٹ لوکیشن پر منصور قریشی کا نمبر بھی ٹریک ہوا ہے۔ اس کا مطلب ابرار غائب ہونے سے پہلے منصور قریشی سے ملا تھا۔"

ہو سکتا ہے منصور قریشی کو معلوم ہو کہ ابرار اس وقت کہاں چھپ کر بیٹھا ہے۔ خضر آکر باسم کے سامنے رک گیا۔

"اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ چوہدری ابرار غائب نہ ہوا ہو بلکہ اسے غائب کیا گیا ہو؟" باسم نے ٹیب سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

ہاں۔! یہ میں نے کیوں نہیں سوچا۔ خضر نے اپنے ایک ہاتھ سے پنچ بنا کر دوسرے ہاتھ پر مارا۔ لیکن تمھیں ایسا کیوں لگا؟ خضر نے پوچھا۔

Clubb of Quality Content

میں نے حال ہی میں ہمارے خبری نیٹورک میں سے اسامہ کو منسور قریشی پر نظر رکھنے کے لیے بولا تھا۔وہ آج کل اسی ہوٹل میں رہتا ہے یہاں شہریار بخاری ٹھہرا ہوا ہے۔کل رات اسامہ نے مجھے بتایا کہ وہ ایک لوکیشن پر پہنچا اور صرف پانچ منٹ وہاں رکا اور گیس واٹ کہ وہ کہاں گیا تھا؟ باسم نے سوالیہ نظروں سے خضر کی جانب دیکھا۔

"چوہدری ابرار کے ٹھکانے پر۔۔!"خضر نے حیرانگی سے جواب دیا۔

"رائٹ۔!اسامہ بتا رہا تھا شاید وہ کسی چیز کی تلاش میں وہ وہاں گیا تھا۔اب پانچ منٹ میں واپس باہر آنے کا یہی مطلب ہے کہ اسے معلوم تھا مطلوبہ شے کہاں پر رکھی گئی تھی۔اس کا ایک ہی مطلب نکلتا ہے کہ منسور ابرار کا قریبی ہے یا ابرار منسور کے قبضے میں ہے۔"باسم نے اپنا مدعا سنایا۔

"تو پھر منسور کا بخاری خاندان سے کوئی تو لینا دینا ضرور ہے؟"خضر سوچتے ہوئے بولا۔

اب اس کا جواب تو منسور قریشی ہی دے گا۔چیف الیاس سے کہہ کر میں سرچ وارنٹ نکلوایا ہے۔منسور قریشی کی جو شہر کے باہر زمینیں ہیں کل ہم وہاں تلاشی کے لیے جائیں گے پھر دیکھتے ہیں وہ کیا سچ اپنے منھ سے اگلتا ہے۔زوہان کو کیس کے بارے میں انفارم کر دینا۔

میں بیلا کو کالج سے پک کرنے جارہا ہوں۔ ساتھ ہی باسم آگے بڑھ گیا۔ خضر اس کے پیچھے لپکا۔

"تم کیوں جارہے ہو بھابھی کو پک کرنے ؟" اس کا سوال سن کر باسم اس کی طرف مڑا اور اپنے دونوں بازو کمر پر رکھے بولا

"تم مجھے بتاؤ کیوں نہ جاؤں ؟ شرعی، قانونی اور سماجی حق ہے میرا، بیوی ہے وہ میری۔ "کون روکے گا مجھے ؟

ساتھ ہی وہ آگے بڑھا۔ تم روکو گے ؟ اس کی بات سن کر خضر الٹے پاؤں پیچھے ہوا۔

"اچھا بس بس، جاؤ جاؤ۔ ! آیا بڑا مجھے کون روکے گا۔ لگتا ہے اس کا انوکھا نکاح ہوا ہے اس دنیا میں" وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔

باسم واپس مڑا اور ہنستے ہوئے گاڑی کی چابی انگلی پر گماتا راہداری سے باہر نکل گیا۔ پیچھے بے چارہ خضر کھڑا تپ کر رہ گیا۔

●●●●●

باسم اس وقت ہسپتال کی انٹرینس پر کھڑا بیلا کا انتظار کر رہا تھا۔ بیلا ہسپتال کے داخلی دروازے سے باہر نکلتی دکھائی دی۔ رومیلہ اس کے ساتھ تھی۔ وہ وہی زوہان کا ویٹ کرنے کے لیے کھڑی ہو گئ۔ باسم نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اس نے جیب سے موبائل نکال کر مطلوبہ نمبر پر کال ملائی۔ بیل جا رہی تھی۔ سامنے کھڑی بیلا نے اپنے بیگ سے فون نکالا اور کان سے لگا یا۔

"ہیلو۔ السلام علیکم۔" باسم کی کال سننے کے لیے بیلا سائڈ پر چلی گئ۔

وعلیکم السلام۔ کیا کر رہی ہیں بیگم صاحبہ۔" باسم اس دیکھ رہا تھا۔

بیگم کا لفظ سن کر بیلا کے گال پر سرخ لالی پھیل گئ۔ پھر وہ ماتھے پر اپنا دایاں ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ ابھی ہسپتال کے باہر کھڑی بھائی کا ویٹ کر رہی ہوں۔

"وہ تو ٹھیک ہے پر آپ بلش کیوں کر رہی ہیں۔" باسم اپنی مسکان دباتے ہوئے بولا۔ دوسری طرف بیلا کی حیرت سے آنکھوں کھل گئیں۔

"آپ کو کیسے پتا؟ اور میں کیوں شرماؤں گی؟" وہ کیسے پیچھے رہتی فوراً مکر گئ۔

"لیکن مجھے تو صاف دکھائی دے رہا ہے آپ شرما رہی ہیں بیگم صاحبہ"

اچھا اپنی نظر اٹھا کر روڈ کے پار بالکل سامنے دیکھیں۔

باسم کا جواب سن کر بیلا نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اسے ہاتھ ہلا رہا تھا۔اس نے ایجنسی کا سیاہ رنگ کا یونیفارم پہنا ہوا تھا۔

"اچھا اب وہیں رہیں میں آرہا ہوں۔" ساتھ ہی اس نے فون کان سے ہٹا دیا۔

باسم نے سڑک کے دوسری طرف گاڑی روکی۔ پھر وہ گاڑی سے نکل کر بیلا کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ہینڈ بیگ تھا۔ باسم نے آگے بڑھ کر بیگ لے لیا۔

"آپ کتابیں بھی پڑھتی ہیں؟" وہ ہاتھ میں پکڑے بیگ کے اندر کتابیں دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"ہاں! ریڈنگ میرا شوق ہے۔ کتابوں کی دنیا تو وہ واحد دنیا ہے جو انسان اپنے ہاتھ میں اٹھائے گھومتا ہے۔" وہ خوشی سے جواب دیتی باسم کے ساتھ قدم ملتی آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے ساتھ ہی گاڑی آگے بڑھ گئی۔

دور کھڑا ایک شخص یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ شہریار سوچ رہا تھا کیا کسی کو بھولنا اتنا آسان ہوتا ہے؟ پھر وہ مڑا اور سڑک کے بائیں جانب چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

میں چاہتا تھا مجھ سے بچھڑ کر وہ خوش رہے

لیکن وہ خوش ہوا تو بڑا دکھ ہوا مجھے۔

(عمیر نجمی)

●●●●●

وہ گاڑی میں بیٹھے روڈ سگنل کھلنے کا انتظار کر رہے تھے۔اچانک کسی بچے نے آکر گاڑی کا شیشہ بجایا۔باسم نے شیشہ نیچے کیا۔بچے کے ہاتھ میں سفید اور سرخ رنگ کے گجرے تھے۔

باسم نے والٹ سے پیسے نکال کر بچے سے دو گجرے لیے۔پیسے لینے کے بعد بچے کی نظر بیلا پر پڑی۔

"ارے!آپ تو وہی ہیں نا پیاری ڈاکٹر۔"بچہ بیلا کو دیکھ کر خوشی سے بولا۔اس کی آواز سن کر بیلا آگے ہوئی۔بچہ گاڑی کے آگے سے بھاگتا ہوا بیلا کی سائڈ پر آیا۔بیلا نے اسے پہچان لیا۔

"شہریار تم،کیسے ہو بچے؟"بیلا نے اس سے ہاتھ ملایا۔باسم یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں ڈاکٹر پر آپ مجھے اس دن کے بعد کبھی اس روڈ پر نہیں ملیں؟"بچے کا چہرہ اداس ہو گیا۔

"میں اس روڈ سے بہت کم گزرتی ہوں۔ تم آج غبارے کی جگہ گجرے بیچ رہے ہو؟" بیلا اس کے لال گالوں کو ہاتھ لگاتے پوچھ رہی تھی۔

جی میں مختلف چیزیں بیچتا ہوں۔ "اچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟"

"بھائی ہیں آپ کے؟" بچے نے باسم کی طرف اشارہ کیا

یہاں بھائی کا لفظ سن کر باسم نے دکھ بھری نظر سے اس بچے کو دیکھا وہاں بیلا کی ہنسی نکلی۔

اس سے پہلے وہ جواب دیتی بچہ بول پڑا۔

"ارے بھائی! آپ کی بہن نا بہت پیاری لگتی ہے مجھے۔" وہ شرماتے ہوئے بولا۔ اس کی بات سن کر زویا نے اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

باسم بچے کی باتیں سن کر حیران ہوا۔ وہ شکل سے ہی باتونی لگ رہا تھا۔

"میں بڑا ہو کر ڈاکٹر آپ سے شادی کروں گا۔ آپ میرا انتظار کرنا۔ میں نے اپنی اماں کو بھی بتا دیا ہے۔" اب کی بار بیلا کی زوردار ہنسی نکلی۔ اس نے باسم کی طرف دیکھا جو غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

ادھر آؤ میری طرف میں تمھیں جواب دیتا ہوں۔ باسم نے مسکراتے ہوئے اسے بلایا۔ بچہ جواب کے لیے فوراً باسم کی سائڈ بھاگا۔

"جتنی تمھاری عمر کے نا اتنی باتیں کرو۔ شرم نہیں آتی اس عمر میں دوسروں کی بیویوں کو سرعام پرپوز کرتے ہو۔" باسم اس کا ہلکے سے کان پکڑتے ہوئے بولا۔

"واٹ! شی از یور وائف؟" شہریار نے انگریزی میں اپنے دکھ کا اظہار کیا۔ اور حیرانگی سے بیلا کو دیکھا۔ سامنے بیٹھی بیلا نے ہنستے ہوئے ہاں میں گردن ہلائی۔

"یس شی از!" باسم اپنی پوری بتیسی دکھاتے ہوئے بولا۔ ویسے انگلش تو تمھاری بہت اچھی ہے۔ شاباش۔ ابھی تمھاری پڑھنے کی عمر ہے۔

شہریار بیٹا۔ انھوں نے بالکل درست کہا ہے۔ جب تم بڑے ہو جاؤ گے میں خود تمھارے لیے پیاری سے ڈاکٹر ڈھونڈوں گی بیلا نے اس کی اداس شکل دیکھ کر تسلی دی۔

سچی؟ شہریار خوشی سے اچھل پڑا

ہاں! سچی سامنے اشارہ کھل گیا ہے اب جاؤ اور دھیان رکھنا۔ بیلا اسے ہاتھ ہلا رہی تھی۔ پھر بچہ گاڑیوں کے درمیان سے گزرتے آگے نکل گیا۔

باسم نے گھجرے بیلا کی طرف بڑھائے۔"یہ لیجیئے بیگم صاحبہ۔"بیلا نے مسکراتے ہوئے گجرے کے لیے۔

آیا بڑا شادی کرے گا۔!!اس نے آہستہ آواز میں بڑبڑاتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔

●●●●●

گھر پہنچ کر بیلا نے فریش ہو کر کھانا کھایا۔نماز ادا کرنے کے بعد وہ صحن میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔عزرا بیگم اپنے کمرے میں نماز پڑھ رہی تھیں۔ایمن اس کے پاس بیٹھی بیلا کے نکاح کی تصویریں دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپی آپ تو ماشاءاللہ! بہت پیاری لگ رہی ہیں۔"اگر میں لاہور نہ گئی ہوتی آپ کے نکاح میں ضرور آتی۔ایمن اداس سی بولی۔

"کوئی بات نہیں تم شادی میں شرکت کر لینا جب بھی ہو گی انشاءاللہ۔"بیلا نے کتاب سے نظریں اٹھا کر کہا۔

اب بتاؤ کیا پوچھنا تھا تم نے؟ بیلا نے کتاب سائڈ پر رکھی اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔

میں نے بہت لوگوں کو دیکھا ہے جو نمازیں نہیں پڑھتے سر عام گناہ کرتے ہیں۔ سود، حرام کھاتے ہیں اور بڑے مطمئن ہو کر کہتے ہیں کہ خیر ہے، اللہ رحیم ہے وہ معاف کر دے گا۔ بیلا ایمن کی بات توجہ سے سن رہی تھی۔

تو آپی قرآن میں جیسے بہت آیات کے آخر میں آتا بھی ہے کہ 'بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے'۔ تو کیا ان کو لوگوں کا مطمئن ہونا درست ہے؟ بیلا ایمن کی بات سمجھ گئی اُس نے بولنا شروع کیا۔

"دیکھو ایمن جب مسلمان قرآن پڑھتے ہیں۔ وہ اللہ کے لیے اس کی بھیجی گئی کتاب کو سمجھتے ہیں کہ ان کا رب ان سے کیا کہتا ہے۔ قرآن میں کچھ جگہ پر اللہ جنت کی بشارت سناتے ہیں اور کچھ جگہ پر جہنم کا ڈر سنایا جاتا ہے۔ تو اہل ایمان اپنے عقیدے پر یقین کرتے ہیں وہ اللہ کے ان احکام کو سیریس لیتے ہیں۔ ان احکام پر عمل کرتے ہیں۔"

اب "قرآن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے برابر تو نہیں ہو سکتے." بیلا نے بولتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

اب یہ رہا تمھارے سوال کا جواب۔ جب ہم قرآن ترجمے سے ترتیب کے ساتھ پڑھتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ایک ترتیب سے بات چل رہی ہے۔ جیسے اب میں تمھیں کوئی کہانی درمیان سے سنانا شروع کردوں کیا تمھیں وہ سمجھ آئے گی؟ بیلا نے سوالیہ نظروں سے ایمن کو دیکھا۔

نہیں مجھے پہلے پیچھے سے کہانی معلوم ہونی چاہیے تب تو آگے جا کر مجھے پتا چلے گا اب کہانی میں کیا چل رہا ہے۔ ایمن نے جواب دیا۔

بالکل ٹھیک۔! بیلا نے اسے سمجھایا۔"اسی طرح جب ہم قرآن کے اندر سے کوئی بھی آیت پڑھتے ہیں تو اس کو سمجھنے کے لیے ہمیں اس سے پچھلی آیات کا موضوع سمجھنا پڑتا ہے پھر سمجھ میں آتا ہے کیا بات چل رہی ہے۔"

بیلا نے ایمن کو سمجھانے کے لیے سورۃ آل عمران کی آیت ۳۱ کا ترجمہ پڑھا۔

"کہہ دیجیئے۔اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو پھر اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور وہ تمھارے گناہوں سے درگزر فرمادے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اب اس آیت کے مطابق اللہ مہربان اس صورت میں ہو گا جب ایک مسلمان جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ اللہ کے احکام مانے گا یعنی نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا حرام سے بچنا وغیرہ۔ تو اس کے بدلے اللہ اس سے محبت کرے گا اور اس کے گناہ معاف کرے گا۔

اب اگر کوئی اس آیت کا صرف آخری حصہ 'مہربان ہونا' پڑھ لے اور پیچھے وجہ چھوڑ دے وہ تو خود کو جھوٹے دلاسے دے رہا ہے جبکہ اللہ کا حکم واضح ہے۔ بیلا بولتے بولتے چپ ہوئی۔

"مجھے آپ کا پوائینٹ سمجھ آگیا آپی۔!"

میں نے ابھی شروع سے جتنا قرآن سیکھا مجھے تو یہی لگا کہ 'اللہ سے بہتر بات سمجھانے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔" ایمن بولی۔

بالکل صحیح کہا تم نے! بیلا نے ایمن کی بات سے اتفاق کیا۔" جس طرح اللہ نے پچھلی قوموں کے حالات اور واقعات بتا کر ہمیں عذاب سے بچنے کی تلقین کی ہے اور پھر وہیں اہل ایمان کو جنت کی بشارت دے کر تسلی بھی دی ہے۔ اس سے ایمان والوں کا حوصلہ بڑھتا ہے اور ان اپنے رب پر یقین اور بھی کامل ہو جاتا ہے۔"

اللہ ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔

ایک ہفتہ بعد

الیکشن کے دن قریب تھے۔پالیٹیشنز اپنے اپنے حلقوں میں کمپین چلانے اور جلسے کرنے میں مصروف تھے۔الیکشن اور کمپین کے دوران ہائی سیکیورٹی کے لیے ملک کی سیکیورٹی ایجنسیوں کو الرٹ جاری کر دیے گ ئے۔

باسم اور خضر اس وقت اپنی ایجنسی کے کنڑول روم میں موجود تھے۔ان کے سامنے مختلف سکرینیں لگی ہوئی تھیں۔یہاں لائیو جلسوں کی ریکارڈنگ دکھائی دے رہی تھی۔باسم پلان کے مطابق گارڈز کو لائیو ہدایات دے رہا تھا۔اچانک سے زوہان کنڑول روم میں داخل ہوا اور باسم سے مخاطب ہوا۔

"باسم! تم اپنا فون کیوں نہیں اٹھا رہے؟اسامہ تمھیں کب سے کالز کر رہا ہے۔"اس کی بات سن کر باسم نے فوراً اپنا فون چیک کیا۔اسامہ کی دس کالز آئی ہوئی تھیں۔اس نے کال بیک کی دوسری طرف سے فون اٹھالیا گیا۔

"آفیسر باسم! اس وقت میں منصور قریشی کے پیچھے ہوں۔ جو ٹریکٹر میں اس کی گاڑی میں لگایا ہے اس کے مطابق وہ اس وقت شہریار بخاری کے جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہو رہا ہے۔ مجھے کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے۔"

اوکے! ہم آرہے ہیں، تم اس پر نظر رکھنا۔ ساتھ ہی باسم نے خضر اور زوہان کو انفارم کیا۔

خضر وہیں رکا جبکہ باسم اور زوہان باہر نکل گئے۔

ایسے میں رات کے وقت شہریار بخاری اور زویا جلسہ گاہ سے باہر نکلتے دکھائی دے رہے تھے۔ گارڈز ان کے آگے بندوقیں پکڑے لوگوں کے ہجوم کو سائڈ کرتے نکلنے کا راستہ بنا رہے تھے۔ لوگوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت رش تھا۔ یوں ہی وہ واپسی کے لیے گاڑی کی جانب بڑھے۔ شہریار مڑا اور پیچھے کھڑی عوام پر الوداعی نظر ڈالی۔ ساتھ ہی ہوا میں ہاتھ لہرایا۔

"اچانک زویا کی نظر شہریار کی دائیں جانب دور کھڑے ایک نقاب پوش آدمی پر پڑی۔ اس آدمی نے گن اوپر کی اور شہریار کو نشانہ بنایا۔ اس سے پہلے شہریار زخمی ہوتا زویا آگے بڑھی اور اس نے شہریار کو دھکا دیا، وہ نیچے گرا۔ گولی سیدھی آکر زویا کے سینے میں گھس گئی۔

یہ سب بہت اچانک ہوا۔ ہر طرف بھگدڑ مچ گئ۔ وہ آدمی بھیڑ میں ہی گم ہو گیا۔ شہریار زویا کی طرف بڑھا۔اس نے زویا کا سر اٹھا کے کر اپنی گود میں رکھا۔اسے کچھ سمجھ نہ آیا یہ کیا ہو رہا تھا؟"

دور سے آتے باسم اور زوہان نے اپنی گاڑی جلسہ گاہ کے باہر روکی۔ اسامہ بھی اپنی گاڑی سے اتر تا دکھائی دیا۔ وہ گولی کی آواز سن چکے تھے۔ باسم اور زوہان اسامہ کی طرف بڑھے۔ منسور ابھی یہیں کہیں ہو گا۔اس کی گاڑی کی لاسٹ لوکیشن یہیں ہے۔اسامہ نے گہرا سانس لیتے بتایا۔

"ٹھیک ہے! ہم دیکھتے ہیں۔" باسم اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا آگے بڑھا۔اس سے پہلے وہ آگے بڑھتا سامنے بھیڑ سے اسے منسور تیز تیز نکلتا دکھائی دیا۔رومال اس کی گردن پر لٹک رہا تھا۔ باسم نے اسے دیکھ لیا تھا۔

"زوہان اور اسامہ تم لوگ چیک کرو جا کہ کس کو گولی لگی ہے۔؟"اس نے ان دونوں کو وہیں چھوڑا اور خود منسور کے پیچھے بھاگا۔

شہریار زویا کی یہ حالت دیکھ کر پاگلوں کی طرح چلا رہا تھا۔"تمھیں کچھ نہیں ہوگا زویا۔کچھ نہیں ہوگا اپنی آنکھوں کھلی رکھنا. پلیز!"

زویا شہریار کو نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔اس کا بھائی اس کے لیے سب کچھ تھا جس کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔

"بھا۔۔ئی!اس نے ٹوٹی پھوٹی آواز سے شہریار کو پکارا۔

میں نے ہمیشہ کوشش کی آپ کو اس انتقام کے راستے سے روک سکوں لیکن میں آپ کو نہیں روک پائی۔مجھے آپ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔آپ کی محبت میں، میں نے آپ کا ساتھ دیا۔"وہ گہرے سانس لے رہی تھی۔

"چپ کر جاؤ زویا. تم بعد میں مجھے یہ سب بتانا۔ابھی مت بولو پلیز۔!"شہریار اس کی منت کر رہا تھا۔

"نہیں بھائی!مجھے بولنے دیں۔"آس پاس لوگ اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔شہریار کو آس پاس کا کوئی ہوش نہیں تھا۔اس کی ساری زندگی کی کمائی اس کی بہن اس حال میں صرف اس کی وجہ سے تھی۔"

اسامہ اور زوہان وہاں پہنچ چکے تھے۔ایمبولینس کو کال کر دی گئی تھی۔زوہان نے آگے بڑھ کر شہریار کو جھنجھوڑا۔ایمبولینس آنے میں بہت وقت لگ جائے گا ہم گاڑی میں ہسپتال چلتے ہیں۔

●●●●●

بخاری ہسپتال کی راہداری میں اس وقت تین لوگ موجود تھے۔شہریار آپریشن روم کے باہر نیچے فرش پر بیٹھا تھا۔

"تمھیں کچھ نہیں ہوگا زویا. پلیز زندہ رہنا۔!" وہ بار بار ایک ہی بات دھرا رہا تھا۔

پاس کھڑے زوہان اور اسامہ اسے دیکھ رہے تھے۔انھوں نے منسور کے بارے میں شہریار کو آگاہ کر دیا تھا۔

اچانک فون بجنے کی آواز راہداری میں گونجی۔زوہان نے موبائل جیب سے نکال کر کان سے لگایا۔

"ہیلو سر! ہم لوگ اس وقت شہریار بخاری کے ساتھ ہیں۔باسم کی کوئی اپڈیٹ ہے؟"

"زوہان، باسم کو گولیاں لگی ہیں۔" دوسری جانب سے چیف الیاس فکر مندی سے بتا رہے تھے۔

اسامہ کو وہیں رہنے دو تم ایجنسی کے ہسپتال پہنچو ایمبولینس وہاں پہنچتی ہو گی۔ زوہان ان کی بات سن کر باہر کی طرف بھاگا۔ سب سے پہلے اس نے افتخار ملک کو کال ملائی۔ دوسری طرف سے فون اٹھا لیا گیا۔

آپریشن روم کی سبز رنگ کی بتی بجھ گئی۔ دروازہ کھلا اور ڈاکٹر نے باہر نکلتے ہی ناک پر لگا ماسک اتارا۔ شہریار اٹھ کر آگے بڑھا۔

"ڈاکٹر کیسی ہے میری بہن؟" وہ امید سے ڈاکٹر کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے! ہم نے بہت کوشش کی پر ہم انھیں نہیں بچا پائے۔ زیادہ بلیڈنگ ہونے کی وجہ سے ان کی موت ہو گئی۔"

"نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا تم جھوٹ بول رہے ہو۔" شہریار نے ڈاکٹر کا گریبان پکڑ لیا۔

اسامہ نے اسے پیچھے سے پکڑ کر الگ کیا۔ وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

"نہیں زویا تم ایسا نہیں کر سکتی، مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ انتقام راستہ میں نے چنا تھا۔ مجھے تمھاری جگہ ہونا چاہیے تھا۔"

وہ زویا کی اچانک موت کو قبول کرنے سے انکاری تھا۔ زویا میں نے بے شک تمھاری بات نہیں مانی کاش میں نے اس وقت تمھیں خود سے الگ کر دیا ہوتا۔ تمھیں خود کو چننے کے لیے نہ بولا ہوتا، آج تم زندہ ہوتی۔"

لیکن کل کو کون بدل سکتا ہے۔

●●●●●

باسم اسٹریچر پر خون سے لت پت پڑا تھا۔ اس کو آپریشن روم کی طرف لے کر جا رہے تھے۔ باہر راہداری میں افتخار ملک منیبہ کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ روتے ہوئے اپنے بیٹے کی جانب بڑھیں۔ عزرا انھیں سنبھال رہی تھیں۔ ان سب کو افتخار نے آگاہ کیا تھا۔ افتخار کو دل میں باسم کی یہ حالت دیکھ کر بہت درد محسوس ہوا۔

"وہ سوچ رہے تھے اگر ان کے بیٹے کو کچھ ہو گیا وہ کیا کریں گے۔ اس وقت توان کی بنائی گئی سیاست اور شخصیت کچھ کام نہ آئی اگر یاد آیا تو صرف اللہ۔"

"یااللہ! میرے بیٹے کو بچالے۔" ان کے ہونٹوں نے دعا کے لیے آپس میں حرکت کی۔

بیلا فوراً اسٹریچر کی طرف بھاگی۔ باسم کے خون سے بھرے کپڑے دیکھ کر اس کی ٹانگوں سے جان نکل گئی۔

"اس حالت میں، سیاہ رنگ کی وردی پہنے باسم اسے آج اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بت بنی کھڑی تھی۔ اسے یہ منظر دیکھ کر اپنے ابو کی موت یاد آگئی۔ ویسے ہی خون سے بھرا بے جان وجود۔

نہیں نہیں..! یہ نہیں ہو سکتا۔" وہ بڑبڑا رہی تھی۔ اس کی آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے۔

اچانک اسے وہی خواب یاد آیا۔ جو وہ ابو کی موت کے بعد اکثر نیند میں دیکھتی تھی۔ نہیں! اللہ جی میں اب باسم کو نہیں کھو سکتی۔

"یااللہ! باسم کو بچالیں. پلیز۔" وہ روتی ہوئی وہاں فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

ڈاکٹرز باسم کو آپریشن روم میں لے گئے۔ اس کا بہت زیادہ خون بہہ چکا تھا۔ زوہان بیلا کی طرف بڑھا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا۔ وہ روتی ہوئی آنکھوں سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔ اسے کچھ نہیں ہوگا بیلا تم دعا کرو، صبر کرو۔

پھر وہ خضر کی جانب بڑھا جو اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا۔ زوہان کو دیکھ کر وہ اس کی گلے لگ کر رو دیا۔ اسے کچھ نہیں ہو گا خضر! وہ باسم ہے ہمارا 'دی گریٹ باسم۔' وہ اس کا کندھا تھپکا رہا تھا۔

منسور قریشی جلسہ گاہ سے سیدھا شہر سے باہر اپنے ڈیرے کی طرف روانہ ہوا تھا۔ باسم نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ ملک چھوڑ کر فرار ہونے کی کوشش میں تھا۔ چوہدری ابرار کو اس نے قتل کر دیا تھا۔

باسم نے بیک اپ کے لیے بھی کال کر دی تھی۔ باسم نے یونہی منسور کو گرفتار کیا۔ آس پاس سے گولیاں چل پڑی۔ پر وہ لوگ بھی نہیں بچ پائے۔ بیک آپ فورس پہنچ چکی تھی۔ منسور سے ہاتھا پائی کے باوجود بھی باسم نے اسے جانے نہ دیا۔ منسور کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔

باسم کو ایک گولی بائیں جانب سینے پر اور دوسری بازو پر لگی تھی۔ وہ اپنے ہوش کھو چکا تھا۔ اسے فوراً اس ایمبولینس میں ہسپتال روانہ کیا گیا۔

دو گھنٹے کی سرجری کے بعد ڈاکٹر آپریشن روم سے باہر نکلا۔ افتخار ملک سمیت سارے ڈاکٹر کی جانب بڑھے۔

مسٹر باسم کی جان اب خطرے سے باہر ہے۔اللہ کا شکر ہے صحیح وقت پر بلیڈ نگ کنڑول ہو گئ۔ ہم انھیں آئ سی یو میں شفٹ کر رہے ہیں۔ان کو ہوش آنے کے بعد آپ انھیں مل سکتے ہیں۔ڈاکٹر آگے بڑھ گیا۔

پیچھے کھڑے افراد نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

●●●●●

ایک دن بعد

قبرستان میں رات کے وقت گہری خاموشی تھی۔شہر یار بخاری اس وقت قبروں کے سامنے آگے کی طرف ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔آج تین قبروں کے ساتھ چوتھی قبر بھی بنی تھی،اس کی مٹی گیلی تھی۔گلاب کے پھولوں کی خوشبو آس پاس پھیلی ہوئی تھی۔

"مجھے معاف کر دیجیے گا مام ڈیڈ! میں زویا کی حفاظت نہیں کر سکا۔"

"زویا! تم نے ایسا کیوں کیا مجھے دھکا کیوں دیا تھا؟"اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی ہتھیلیوں پر گر رہے تھے۔

"تمھاری جگہ مجھے مرنا چاہیے تھا۔ میں نے تمھیں بھی اپنے ساتھ انتقام کے راستے پر گھسیٹا۔ دیکھو نا! مجھے کیا ملا کچھ بھی نہیں۔ مام ڈیڈ اور دادا کا قاتل کوئی اور نکلا۔ میری گمراہی کی سزا تمھیں ملی زویا۔ مجھے معاف کر دو۔ میں اس پچھتاوے کے ساتھ کیسے زندہ رہوں گا؟"

"لوگ تو ایک پچھتاوے کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے میں نے تو اللہ کے سامنے بھی گناہگار ہوں۔" وہ بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اس کی ہچکییوں کی آواز پورے قبرستان میں گھونج رہی تھی۔

کیا یہ وہی شہریار تھا جس کی ایک دنیا دیوانی تھی؟ جو لوگوں کو اپنے لفظوں پر نچاتا تھا۔

"حقیقت تو صرف اللہ جانتا ہے۔ ہم انسان ظاہری باتوں سے صرف لوگوں کو اپنا بنا سکتے ہے۔ اللہ تو دلوں کے چھپے راز جانتا ہے۔ یہ دنیاوی نمود و نمائش سے اللہ راضی نہیں ہوتا اس کے لیے راہ راست یعنی صراط المستقیم پر چلنا پڑتا ہے۔"

●●●●●

پندرہ دن بعد

منسور قریشی کو ایجنسی کے انوسٹیگیشن روم میں موجود تھا۔ پندرہ دن کے سے وہ اپنے منھ سے سچ اگلنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ تین دن کے جسمانی اور ذہنی ٹارچر کے بعد اس نے اپنی زبان کھولی تھی۔ اس کے ہاتھ ہتھکڑی سے بندھے ہوئے تھے۔ باسم اور چیف الیاس اس کے سامنے بیٹھے تھے۔ باسم کی صحت میں تھوری بہتری کے بعد وہ آج ایجنسی آیا تھا۔

روم میں شیشے کی دیوار کے پار خضر، زوہان اور شہریار موجود تھے۔ شہریار منسور قریشی کے منھ سے سچ سننے آیا تھا۔ وہ اس کے سامنے نہیں گیا۔ اسے یقین تھا وہ اپنے حواس کھو بیٹھے گا اور پھر اس کے ہاتھوں منسور کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔

"بتاؤ کیا تم نے پانچ سال پہلے بخاری خاندان کے تین افراد کا قتل چوہدری ابرار کے ہاتھوں کروایا تھا؟" باسم نے میز پر کہنیاں رکھتے منسور سے سوال پوچھا۔

"ہاں! میں ہی نے کروایا تھا۔ جس کے بدلے میں نے ابرار اور اس کے آدمیوں کو منھ مانگی قیمت دی تھی۔" بولتے بولتے اس کے خبڑے سے درد اٹھا۔

"کیوں؟ اس سب کے پیچھے کیا وجہ تھی؟" اس بار چیف الیاس کی آواز گونجی۔

"امینہ بخاری۔۔" اپنی ماں کا نام سن کر شہریار کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ اس کا چہرہ غصے سے لال ہونے لگا۔

"میں امینہ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس نے مجھے چھوڑ کر سعید بخاری کو چنا تھا تو اس کی سزا تو اسے ملنی چاہیے تھی نا۔!

میں، امینہ اور سعید یونیورسٹی میں دوست تھے۔ میں امینہ کو پسند کرتا تھا لیکن وہ سعید سے محبت کرتی تھی۔ شادی کے بعد امینہ اور سعید نے مجھ سے رابطہ ختم کر لیا۔ میری زندگی برباد کر کے وہ کیسے خوشی اپنے بچوں کے ساتھ زندگی گزار لیتے۔؟

اپنی فیملی سے ٹھکرائے جانے کے بعد، امینہ کا ٹھکرانا مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔ اس لیے میں نے بخاری خاندان کو تباہ کر دیا۔

مجھے معلوم تھا بخاری اور ملک خاندان پالیٹکس میں ایک دوسرے کی دشمن ہیں میں نے اسی بات کا فائدہ اٹھایا۔ میں جانتا تھا سعید کی پیچھے ہٹنے سے اگر کسی پارٹی کو فائدہ پہنچے گا وہ افتخار کی پارٹی ہے۔ میں نے انھیں مارنے کے لیے بھی افتخار ملک کا علاقہ چنا تا کہ سارا شک اس پر جائے۔

اور ایسا ہی ہوا اتنے سالوں تک سعید کا بیٹا شہریار بخاری افتخار ملک کے پیچھے پڑا ہے۔حادثے سے فوراً پہلے ابرار نے روڈ کے سی ٹی وی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی تاکہ حادثے کی ریکارڈنگ کا کوئی ثبوت نہ بچے۔"سامنے اسٹینڈ پر لگے کیمرے میں ریکارڈنگ ہو رہی تھی۔

"سچ کہوں تو میں نے یہ سب بہت انجوائے کیا۔!"منصور نے ساتھ ہی ایک زوردار قہقہہ لگایا۔وہ اس وقت کوئی پاگل انسان لگ رہا تھا۔ساری زندگی دوسروں کو قتل کے منصوبے بنا کر کوئی نارمل ہو بھی کیسے سکتا ہے؟

شہریار اپنے غصے کو ضبط کیے کھڑا تھا۔اس کا بس چلتا،وہ منصور کا گلہ اپنے ہاتھوں سے دبا دیتا۔اس کی بات سن کر باسم اپنی جگہ سے اٹھا اور چلتا ہوا اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا اور بولنا شروع کیا۔

"اگر تم سچ میں امینہ بخاری کو پسند کرتے تو تم اس کی جان کبھی نہیں لیتے۔اس کے انکار کو انکار سمجھتے۔سچ تو یہ ہے کہ امینہ کے انکار سے تمھاری انا کو ٹھیس پہنچی۔جب تمھارے گھر والوں نے تمھیں ٹھکرایا تو پھر دوبارہ ایک عورت سے ٹھکرائے جانا تمھاری مردانگی کو گوارا

نہیں گزرا اور تم نے اپنی آنا کی تسکین کے لیے معصوم لوگوں کی جان لے لی۔" باسم کی بات سن کر منسور کے چہرے کی رنگت سفید پڑ گئی۔

"میرے والد نے مجھے گھر سے بے دخل کر دیا، صرف اور صرف تمھاری ماں کی وجہ سے۔!" اس سے پہلے منسور کی بات پوری ہوتی ایک زوردار تھپڑ اس کے دائیں گال پر پڑا۔ درد سے اس کی چیخ نکل گئی۔

"خبردار! اپنی گندی زبان سے تم نے میری ماں کا نام بھی لیا۔ایسی جگہ پہنچاؤں گا یہاں لوگ سورج کی روشنی دیکھنے کے لیے ترس جاتے ہیں۔" باسم غصے سے منسور پر پھٹ پڑا۔

"ناجانے کیوں اس تھپڑ سے دور کھڑے شہریار کے دل کو ٹھنڈک ملی۔"

ساری زندگی میرے باپ نے مجھ پر میرے بڑے بھائی کو فوقیت دی مجھے قریشی خاندان سے نفرت ہے۔ منسور ڈھیٹ بن کر پھر ہنس دیا۔

"تم لوگوں کو کیا لگتا ہے داؤد کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا؟ میں نے اس کا ایکسیڈنٹ کروایا تھا۔" وہ ہنستے ہوئے اپنے گناہوں کا اعتراف کر رہا تھا۔

"شیشے کے پار کھڑے زوہان کے کانوں میں جیسے کسی نے سیسہ پگھلا کر ڈال دیا ہو۔" وہ حیرت سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہا تھا۔

ایک پل کے لیے باسم نے اپنے دائیں جانب لگے شیشے پر نگاہ ڈالی زوہان اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ اس کے لیے فکر مند تھا۔

"اب بتاؤ چوہدری ابرار اور اس کے آدمیوں کو تم نے کیوں مارا؟" باسم چلتا ہوا واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"اس کے آدمیوں کو میں نے نہیں مارا میری ڈیل تو صرف ابرار سے ہوئی تھی۔ مجھے لگا وہ کبھی بھی زیادہ پیسوں کے لالچ میں اپنا منھ کھول سکتا ہے۔ اس لیے میں نے اسے اغواء کر لیا۔ اسکے گھر سے میں نے اس کی گن اٹھالی۔ میں سوچا جب شہریار بخاری اس کی گن کی گولیوں سے مرے گا مجھ پر شک نہیں جائے گا۔ لیکن گولیاں اس کی بہن کو لگ گئی اور میں وہاں گن بھی نہیں پھینکھ سکا۔"

منسور بولتے بولتے باسم کی جانب جھکا اور بولا۔ "لیکن تم نے سب خراب کر دیا۔ مجھے ابرار کو مارنا پڑا۔ تم نے میرا سارا پلین برباد کر دیا۔"

اس کی بات سن کر باسم کے چہرے پر مسکان ابھری سر اس نے بولنا شروع کیا۔

"میری وجہ سے کچھ نہیں ہوا۔ تم یہ سب کرتے وقت بھول گ ئے کہ اوپر ایک خدا بھی ہے۔ اللہ جب کسی انسان کی رسی ڈھیلی کرتا ہے تو ایک وقت پر کھینچتا بھی ہے پھر وہ انسان منھ کے بل گرتا ہے۔"

تمھارا ابھی وہی وقت ہے۔ اب پھانسی کے آرڈرز آنے تک جیل میں بیٹھ کر پلاننگ کرنا۔

کوئ تمھیں پھانسی سے نہیں بچا سکے گا۔

●●●●●

شہریار کو اس اعتراف کے بعد اپنی زندگی بے معنی لگی۔ اتنے سالوں سے وہ بدلے کی آگ میں جھلتا رہا۔ اسے افتخار ملک کی وہ بات یاد آئ جو انھوں نے اسے باسم کے نکاح والے دن کہی تھی۔ وہ صحیح تھے میں ہی انھیں قاتل سمجھتا رہا۔ وہ انوسٹیگیشن روم سے باہر چلا گیا۔

دروازے کے باہر اسے افتخار سامنے کوریڈور میں لگی کرسی پر بیٹھے دکھائی دیے۔ شہریار کو دیکھ کر وہ اٹھے۔ ابھی ساتھ والے روم کا دروازہ کھلا باسم اور چیف الیاس باہر نکلتے دکھائی دیے۔

باسم ڈیڈ کو یہاں دیکھ کر حیران ہوا۔چیف الیاس میٹینگ کا کہہ کر وہاں سے رخصت ہو گ ئے۔

"میں نے تمھیں کہا تھا تم غلط انسان کے پیچھے ہو۔افتخار ملک،شہریار سے مخاطب ہوئے۔اگر تم اتنے سالوں میں میرے پاس آتے مجھ سے پوچھتے تو سچائی تمھیں بہت پہلے معلوم ہو جاتی۔میری پارٹی میں پچھلے سالوں جو نقصان ہوا مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا تم اس سب کے پیچھے ہو۔

ماننا پڑے گا!تم نے کوئ ثبوت پیچھے نہیں چھوڑے۔"انھوں نے بولتے بولتے گہری سانس لی۔

افتخار نے ایک نظر ساتھ کھڑے باسم پر ڈالی۔"تم میرے بیٹے کے ہاتھوں مجھے گرفتار کروانا چاہتے تھے دیکھو!میرے بیٹے نے مجھے بے گناہ ثابت کر دیا۔"

ان کی بات سن کر باسم کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری اور وہ بولا۔

"میں نے کسی کو بے گناہ ثابت نہیں کیا۔میں نے صرف سچ کا پتا لگایا ہے۔پھر مجرم چاہے کوئ بھی ہو وہ سزا کا مستحق ہے۔میں یہاں اپنے اصولوں پر کام کرتا ہوں۔"

"میں باسم ملک ہوں۔میں اپنے اصول کسی کے لیے نہیں بدلتا پھر چاہے سامنے میرا باپ ہی کیوں ناہو۔"اس کی بات سن کر افتخار کے چہرے کا رنگ بدلا۔ان کے ذہن میں وہ دن گھوم گئے جب انھوں نے باسم کو ایجنسی جوائن نہ کرنے کے لیے، کیسے کیسے راستے اختیار کیے۔

شہریار نے ان دونوں باپ بیٹے کے درمیان تناؤ کو محسوس کیا۔پھر وہ بولا۔

"ویل تھینک۔یو مسٹر باسم !سچ سامنے لانے کے لیے۔"پھر اس نے ہاتھ مصافحے کے لیے آگے بڑھایا۔

"اس میں میری پوری ٹیم کی محنت ہے۔"باسم نے اس کا ہاتھ سامنے سے تھام لیا اور آپ فکر مت کریں منسور قریشی کو کڑی سزا ہو گی۔

"ہر آغاز اپنے انجام کو ضرور پہنچتا ہے۔چاہے وہ انتظار کا ہو، سفر کا ہو، زندگی کا ہو یا پھر کسی کہانی کا۔ضروری یہ ہے کہ انسان اس انجام سے کیا سیکھتا ہے۔"

دو سال بعد

منگنی کی تقریب پورے جوش و خروش سے جاری تھی۔ مہنگے لباس پہنے، خوشبو لگائے لوگ باتوں میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ زوہان، باسم اور خضر سامن بنائے گ ئے اسٹیج پر بیٹھے تھے۔ وہ تینوں مسکراتے باتوں میں مگن تھے۔

"آج تمھارے دل کو قرار آجائے گا منگنی کر کے۔! ہر وقت میری شادی کے پیچھے پڑے رہتے تھے تم۔" باسم خضر سے مخاطب ہوا۔

"جو مرضی بولو میرے دوست! آج میں تمھاری باتوں کا بالکل بھی برا نہیں مناؤں گا۔"

باسم نے ڈھیٹھائی سے جواب دیا۔

پھر ان دونوں نے ایک ساتھ زوہان کی طرف دیکھا۔ "تم بھی کرلو شادی کیا کنوارے مرنے کا ارادہ ہے تمھارا؟" خضر فوراً بولا۔

"کرلوں گا! دیکھو خضر تمھیں اپنے لیے لڑکی باسم کے نکاح پر مل گئ۔ کیا پتا مجھے تمھارے نکاح پر مل جائے۔" زوہان ان دونوں کو سمجھانے والے انداز میں بولا۔

"تو یہ پلان ہے تمھارا۔ اللہ معاف کرے میں اس کو کتنا معصوم سمجھتا تھا۔!" باسم نے دونوں ہاتھ کانوں کو لگائے۔

زوہان نے انھیں ٹوکا۔ چلواب اٹھو جاؤ اس نے سامنے اشارہ کی طرف اشارہ کیا۔

رومیلہ ٹی پنک کلر کی میکسی پہنے سامنے سے آتی دکھائی دی۔اس کے ایک طرف اس کا بھائی تھا اور دوسری طرف اس کی بھابھی تھیں۔ بیلا نے پیچھے سے اس کا دوپٹہ پکڑ رکھا تھا جو فرش پر گرا ہوا تھا۔اسٹیج پر بیٹھنے کے بعد منگنی کی رسم شروع کی گئ۔

باسم کا فون بجا وہ بات کرنے کے لیے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی وہ واپس اندر داخل ہوا اسے اپنی طرف سیاہ رنگ کی ساڑھی پہنے ایک لڑکی آتی دکھائی دی۔وہ باسم کے سامنے آکر رکی۔

"ہیلو جنٹلمین! آپ تو آج اس محفل کی شان لگ رہے ہیں۔" وہ شوخی انداز میں بولی۔

اس کی بات سن کو باسم نے دور کھڑی بیلا کو دیکھا جو رومیلہ کے ساتھ کھڑی تصویریں بنوا رہی تھی۔ساتھ ہی وہ مسکرا دیا۔

"معاف کیجیے گا محترمہ! میرے خیال میں آپ کو اپنی دور کی نظر چیک کروانی چاہیے۔" اس کی بات سن کر لڑکی نے خیرت سے منھ کھولا۔

"وہ دیکھیں سامنے۔" باسم نے انگلی اٹھا کر دور سامنے کھڑی بیلا کی طرف اشارہ کیا۔

پستا رنگ پہنے وہ اپنے بال پیچھے کرتی ہوئی باسم کو بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"مجھے تو یہاں میری بیوی سے خوبصورت تو کوئی نہیں لگ رہا۔ کیا کروں میری پہلی محبت ہے نا۔" پھر وہ اس لڑکی کی طرف مڑا۔

"میں شریف آدمی ہوں۔ اپنی بیوی سے بہت ڈرتا ہوں تو محترمہ! مہربانی کر کے میرے راستے سے ہٹیں۔" اس کی بات سن کر لڑکی منھ بناتے وہاں سے نکل گئی۔

باسم چلتا ہوا بیلا کی جانب بڑھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔ "ماشاءاللہ! بیگم آج تو آپ ہمارے ولیمے سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی ہیں۔" باسم اپنی بتیسی دکھاتے ہوئے بولا۔

"خیال رکھا کریں بندہ آپ کے معاملے میں بہت کمزور دل کا مالک ہے۔"

سامنے کھڑے خضر اور زوہان اس کی یہ باتیں سن لیتے تو یقیناً بے ہوش ہو جاتے۔

باسم کا کامپلیمنٹ سن کر بیلا بولی۔ "آپ تو ہر بار کو پچھلی بار سے ملا کر کہتے ہیں کہ اب تم زیادہ پیاری لگ رہی ہو۔

ویل! تھینک یو۔" وہ مسکرائی۔

"لیکن بندہ فکر نہ کرے میں دل کا علاج کر دوں گی۔ آخر کو پیشہ ورانہ ڈاکٹر ہوں اور ہاں آپ کو دس فیصد ڈسکاؤنٹ مل جائے گا۔"

اس جواب سن کر باسم ہنس دیا۔ شکریہ ڈاکٹر صاحبہ!

اب چلیں ہمیں چلنا بھی ہے ہماری فلائیٹ کا ٹائم ہے پھر انھوں نے زوہان کو بلایا۔ وہ تینوں وہاں سب سے ملتے گھر کے لیے نکل گئے۔

●●●●●

وہ تینوں باسم کے فلیٹ پر پہنچے تو منیبہ نے انھیں دروازہ کھولا۔ وہ اندر داخل ہوئے۔

"بیٹا تم لوگ ٹائم پر پہنچے ہو۔ تم لوگوں کا سارا سامان پیک ہے۔"

بیلا کی رخصتی کو چار مہینے ہو چکے تھے۔ آج بیلا اور باسم کی سعودیہ کی رات کی فلائیٹ تھی۔ وہ دونوں عمرے کے لیے جا رہے تھے۔ زوہان نے ان دونوں کو ایئرپورٹ چھوڑنے جانا تھا۔ عزرا بھی کچن سے نکلتی دکھائی دیں۔ وہ کھانے کے برتن لگا رہی تھیں۔ "آجاؤ بیٹا! کھانا تیار ہے."

افتخار سامنے اپنی ویل چیئر پر بیٹھے تھے۔ تین مہینے پہلے ان کا بی پی لو ہونے کی وجہ سے انہیں بائیں جانب فالج اٹیک آیا۔ وہ بول سکتے تھے پر اب انھوں نے بولنا بند ہی کر دیا تھا زیادہ چپ چپ رہتے۔ اٹیک کے شروع کے دنوں میں وہ جب بھی بولتے خود کو ملامت کرتے۔

فالج اٹیک کے بعد وہ ہسپتال میں لیٹے تھے۔ باسم ان کے پاس کرسی پر بیٹھا تھا۔ان کے لیے یقین کرنا مشکل تھا۔کل تک وہ تندرست تھے۔اپنی پارٹی کے چیئر مین لوگوں کو حقیر جاننے والے افتخار ملک آج بے بس تھے۔ان کی آنکھوں سے آنسو گر کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔پھر وہ بولے۔

"تم ٹھیک کہتے تھے باسم! ہر انسان کو اس کے عمل کا جواب ضرور ملتا ہے۔ تم مجھے کتنا سمجھاتے تھے،غلط راستے سے روکتے تھے۔میں نے تمھاری بات سن کر بھی ان سنی کر دی۔ دیکھو میرے ساتھ کیا ہو گیا۔میری دولت میرا غرور میرے کچھ کام نہیں آیا۔"انھوں نے گردن اٹھا کر باسم کی طرف دیکھا۔

"میرے بارے اعمال کی وجہ سے میں اس حالت میں ہوں۔مجھے میری گمراہی کی سزا اس دنیا میں مل گئ۔لوگوں کی زندگیوں کے فیصلے لینے والا افتخار ملک آج بے جان وجود لیے یہاں ہسپتال میں پڑا ہے۔

جس عوام کو ہم جیسے سیاست دان کیڑے مکوڑے سمجھ کر۔پاؤں کے نیچے کچل دیتے ہیں ان کی آہیں اور تکلیفیں عرش تک جاتی ہیں۔"وہ ہچکیوں میں رو رہے تھے۔

سامنے نم آنکھیں لیے باسم بیٹھا اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔بے شک اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔"

ہر انسان کو اس کا بویا ایک دن ضرور کاٹنا پڑتا ہے۔"

باسم سیدھا چل کر ان کے پاس آیا اور ان کی ویل چیئر کو گھسیٹتا کھانے کی میز کے قریب لے گیا۔سب مل کر کھانا کھانے لگے۔

●●●●●

جیل میں بیٹھے قیدی اس وقت دن کا کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ایسے میں پولیس والے نے جالی کا دروازہ کھولا اور کھانے کی پلیٹ اندر بیٹھے قیدی کی طرف کھسکائی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

کھانا کھالو، پھر نہیں ملے گا۔! شہریار نے پلیٹ اٹھائی اور کھانا کھانے لگا۔

"منسور قریشی کو سزائے موت ہونے کے بعد اس نے سب کچھ چھوڑ دیا۔زویا کے بغیر وہ پارٹی کیسے سنبھالتا۔اس نے ابرار کے تین ساتھیوں کو قتل کرنے کا اعتراف پولیس کے سامنے خود جا کر کیا۔ان تینوں کے وارثین نے دیت لے کر اسے قتل معاف کر دیا۔جس کی وجہ سے عدالت نے شہریار کو چودہ سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی۔"

کھانا کھانے کے بعد اس نے پلیٹ سائیڈ پر کر دی۔ پھر پاس پڑا قلم اور ڈائری اٹھالی۔ وہ قید کے بعد روزانہ کچھ نا کچھ لکھتا تھا۔ جو باتیں وہ زویا کو کہنا چاہتا تھا اس ڈائیری پر لکھتا تھا۔ اس نے لکھنا شروع کیا ساتھ ساتھ وہ بول بھی رہا تھا۔

"زویا میں نے اپنا جرم قبول کر لیا۔ تم مجھے غلط سے روکتی تھی۔ میں اپنے کیے کی سزا کاٹ رہا ہوں۔ تم مجھے بہت یاد آتی ہو۔ تمھاری آواز اب بھی میرے کانوں کو سنائی دیتی ہے۔ میں نے پالیٹکس سے استعفی دے دیا ہے۔"

"ابھی میری قید کے بہت سال باقی ہیں۔ جیل سے نکلنے کے بعد میں عام زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ شاہد میں یہ ملک ہی چھوڑ دوں لیکن میں جہاں بھی جاؤں گا میں تمھیں مس کروں گا۔ تم میرے دل میں ہمیشہ زندہ رہو گی۔ اس نے نیچے آج کی تاریخ درج کی۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے قلم ڈائری میں رکھا اور ڈائری بند کر دی۔ اس کی آواز گونجنا بند ہو گئی۔ ایک بار پھر شہریار اپنی خاموشی، تنہائی اور پچھتاوے کے ساتھ اکیلا رہ گیا۔

●●●●●

جو تم مایوس ہو جاؤ

تو رب سے گفتگو کرنا

وفا کی آرزو کرنا

سفر کی جستجو کرنا

یہ اکثر ہو بھی جاتا ہے

کہ کوئی کھو بھی جاتا ہے

مقدر کو برا مانو گے

یہ سو بھی جاتا ہے

اگر تم حوصلہ رکھو

وفا کا سلسلہ رکھو

جسے تم خالق کہتے ہو

اس سے رابطہ رکھو

میں دعوے سے کہتی ہوں

Clubb of Quality Content!

کبھی ناکام نہ ہو گے۔۔!!

ختم شد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842